ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

١٦ شعبان المعظم ١٣٨٨ھ
٨ نومبر ١٩٦٨ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترتیب: جامع شریعت وطریقت وقار العلماء والصلحاء حضرت مولانا بشیر احمد صاحب پسروری مدظلہ العالی

دعاؤں کی مقبولیت کے مقاماتِ مقدسہ

یستجاب الدعاء بمکۃ خمسۃ عشر مقامًا۔

ترجمہ: مکہ مکرمہ میں چودہ مقام ہیں جہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں (۱) ملتزم کے قریب (۲) میزابِ رحمۃ کے نیچے (۳) رکن یمانی کے قریب (۴) صفا کی پہاڑی پر (۵) جبل مروہ پر (۶) صفا اور مروہ کے درمیان (۷) رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان (۸) بیت اللہ شریف کے اندر (۹) منا (مسجد خیف) میں (۱۰) عرفات میں (۱۱) تین جمروں کے قریب۔

مبارک اور برکت والے شہر

اخرج مسلم عن ابی ھریرۃ رضؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان ابراھیمؑ عبدك وخلیلك ونبیك وانی محمد عبدك ورسولك وانہ دعاك لاھل مکۃ وانی ادعوك لاھل المدینہ تبارك لھم فی صاعھم ومدھم مثل ما بارکت لاھل مکۃ واجعل مع البرکۃ برکتین۔

ترجمہ: سیدنا علی المرتضیٰ رضؓ اور سیدنا حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا میں فرمایا کہ اے اللہ! حضرت ابراہیمؑ آپ کے مقرب بندہ اور آپ کے نبی اور خلیل تھے۔ اور میں محمدؐ آپ کا بندہ اور آپؐ کا رسول ہوں (اس کلام مبارک میں تواضع کا مقام اختیار فرمایا ورنہ حضورؐ حبیب اللہ، رحمۃ للعالمین اور شفیع المذنبین، خاتم الانبیاء والمرسلین، فاتح باب شفاعت اور افضل الکونین ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وجمیع متبعیہ الیٰ یوم الدین) حضرت ابراہیمؑ نے مکہ کو حرم بنایا اور میں نے مدینہ کو حرم بنایا۔ انہوں نے اہل مکہ کے لئے برکت کی دعا فرمائی اور میں مدینہ منورہ کے لئے برکت کی دعا کرتا ہوں۔ ان کے تول اور پیمانے میں برکت فرما۔ اہل مکہ سے تین گنا برکت فرما۔ ص۱۲۰-۱۲۱

اپنی زوجہ سے حسن سلوک

عن ابی ھریرۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استوصوا بالنساء خیرًا۔

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ عورتوں کے ساتھ بہت ہی اچھا اور نہایت ہی بہتر سلوک کیا کرو۔ فرمایا تم سب میں سے بہتر وہی ہے جس کا سلوک اور جس کا برتاؤ اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا ہے۔ اور میرے گھروں میں میرا برتاؤ اپنے اہل و عیال کے ساتھ بہت ہی اچھا ہے۔ ص۵۲

بدکاری اور قتلِ اولاد کا بُرا انجام

عن جویریہ بنت اسماء قال حججت مع قوم فنزلنا منزلًا ومعنا امرأۃ فانتبھت وحیۃ علیھا لا تضرھا شیئًا حتٰی دخلنا مکۃ فقضینا نسکنا وانصرفنا حتٰی اذا کنا بالمکان الذی تطوقت علیھا فیہ الحیۃ وھو المنزل الذی نزلنا فقامت فاستیقضت والحیہ منطویۃ علیھا ثم حضرت الحیۃ فاذا بالوادی سیل الینا حیات فنھشنا ھا حتی بقیت عظامًا فقلت للجاریۃ کانت لھا ویحك اخبرینا ان ھذا المرأۃ فقالت بغت ثلاث مراۃ کل مرۃ تلد والدًا فاذا وضعت سجرت التنور ثم القتہ فی۔

ترجمہ: حضرت جویریہؓ فرماتی ہیں۔ کہ میں نے ایک دفعہ اپنی قوم کے ساتھ حج کا سفر کیا۔ راستے میں جب ایک مقام سے آگے بڑھے تو جب دن ہوا تو ایک بہت بڑا سانپ آیا اور قافلہ میں سے ایک عورت کے گلے میں لپٹ گیا۔ لیکن کچھ کہا نہیں۔ جب ہم حج کے ارکان سے فارغ ہو کر اسی مقام پر پہنچے تو وہ سانپ اس کے گلے سے اتر کر جنگل میں چلا گیا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے میدان سانپوں سے بھر گیا اور سانپوں نے مل کر اس عورت کا گوشت کھانا شروع کیا۔ اس کا بدن صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ گیا۔ اس عذاب والی عورت کے ساتھ ایک نوجوان لونڈی تھی میں نے اس سے پوچھا۔ اس عورت کا یہ انجام کیوں ہوا۔ اس لونڈی نے کہا اس عورت نے کئی دفعہ زنا کیا اور جب بھی زنا کا بچہ پیدا ہوا اس بدکار نے فوراً آگ جلا کر نوزائیدہ بچے کو اس میں جلا ڈالا۔ (ص۱۲۳ ج ۱)

گذشتہ امتوں میں بیت اللہ کا احترام

عن مجاھد رضؓ قال کان یحج من بنی اسرائیل مائۃ الف فاذا بلغوا رضا الحرم خلعو نعالھم ثم دخلو الحرم حفاۃ وکانت الانبیاء اذا اتو علم الحرام نزعو نعالھم ومشو تعظیمًا للحرم۔

ترجمہ: حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے لاکھوں آدمی بیت اللہ شریف میں حج کے لئے آیا کرتے تھے اور حرم شریف کی حدود میں پہنچتے ہی جوتیاں اتار کر ننگے پاؤں حرم شریف میں جایا کرتے تھے۔ یہ سب کچھ بیت اللہ شریف کے احترام کے لئے کیا کرتے تھے۔ (ص۱۳۳ ج ۱)

مزاراتِ انبیاء

عن محمد بن سابط عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کان النبی من الانبیاء اذا ھلکت امتہ لحق بمکۃ فیتعبد فیھا النبی ومن معہ حتٰی یموت فمات بھا سبعین نبیًا فقبورھم فی المسجد الحرام بین زمزم والرکن ومقام ابراھیم۔

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب پیغمبروں کی امتیں اللہ کے عذاب سے ہلاک ہو جایا

(باقی ص۱۸ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایڈیٹر
مناظر حسین نظرؔ
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۴ | ۱۶ر شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ مطابق ۸ر نومبر ۱۹۶۸ء | شمارہ ۲۷

رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں کا فرضِ منصبی

تاریخِ عالم پر نظر دوڑائی جائے تو یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ دنیا کی مختلف قومیں باہمی اختلاط و اتحاد کے باعث ایک دوسرے کے تہذیب و تمدّن کو کسی نہ کسی رنگ میں ضرور قبول کر لیتی ہیں۔ آج کے دَور میں بھی جب کہ ہر قوم اپنے تمدّن اور کلچر کے تحفظ کی دعوے دار ہے ایک ملک کی مختلف قومیں ایک دوسرے کی تہذیب کو اختیار کر لیتی ہیں اور بعض حالات میں تو ایک قوم دوسری قوم کی تہذیب و ثقافت اور اس کے تمدن کو اس قدر اپنا لیتی ہے کہ یہ پتہ لگانا ہی مشکل ہو جاتا ہے کہ اس قوم کا اصلی تمدّن اور اس کی تہذیب و ثقافت کیا ہے۔

عام طور سے یہ تغیرات سیاسی اقتدار کے مرہونِ منت ہوا کرتے ہیں اور الناس علیٰ دین ملوکھم کے ارشاد کی تصدیق اور عملی تفسیر پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ دیکھا یہی گیا ہے کہ جب ایک قوم دوسری قوم پر حاکمانہ اختیارات اور اقتدارِ فاخرہ کے ساتھ حکمران ہوتی ہے تو اپنی تہذیب اور تمدن کو بھی محکوم قوم پر مسلط کر دیتی ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ یہ تسلّط جبر و اکراہ کے ساتھ کیا جائے بلکہ انسانی طبیعت ہی اس وضع پر مخلوق ہوئی ہے کہ بلا وجہ ذی اقتدار قوم کے تمدن کو پسند کرتی ہے۔

انگریز نے اپنے عہدِ اقتدار میں کسی ہندوستانی کو ہیٹ لگانے یا کوٹ پتلون پہننے پر مجبور نہیں کیا تھا۔ لیکن پھر بھی لوگوں کی ایک کثیر تعداد نے ان کی نقّالی ہی میں اپنی خیر جانی اور انگریزی فیشن کے اتنے دلدادہ اور متوالے ہوئے کہ ملک کے آزاد ہو جانے کے بعد بھی آج تک ان دلدادگانِ فیشن کی تعداد بڑھتی ہی جا رہی ہے اور محسوس یہ ہوتا ہے کہ جیسے انہوں نے اپنے تمدّن اور اپنی تہذیب و ثقافت کو سرے سے بھُلا دیا ہے اور اس کی طرف لَوٹنے کا یہ کوئی ارادہ نہیں رکھتے ـــــ بہرحال جس طرح کوئی ذی شعور شخص متذکرہ صدر حقیقتِ ثابتہ سے انکار نہیں کر سکتا اسی طرح اس امر سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ باہمی اختلاط و ارتباط سے بھی قوموں کی تہذیب و ثقافت اور ان کے تمدّن میں تبدیلی آ جاتی ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ آج مسلمانوں میں سینکڑوں بدعات و خرافات رائج ہو گئی ہیں اور بعض جاہل ان کو اسلام کا جزو سمجھتے ہیں حالانکہ اسلام میں ان کا وجود بھی نہیں ہے۔ شادی، غمی کی رسومات و منکرات، بے شمار میلے اور تہوار مسلمانوں کی روز مرّہ زندگی میں اس طرح داخل ہو گئے ہیں کہ غیر تو غیر خود مسلمان ان کو مذہبی چیزیں خیال کرتے ہیں۔ اور ان منکرات کی اس طرح پابندی کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ان کو سمجھانے اور ان رسومات سے باز رکھنے کی کوشش کرے تو یہ اس کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ نیز ان رسوماتِ قبیحہ کو جاہلوں نے اس طرح اپنا لیا ہے کہ ان کو اسلام سے یا مسلمانوں کے گھروں سے نکالنا ایسا ہی مشکل ہو گیا ہے جیسا ناخن سے گوشت جدا کرنا ـــــ غرضکہ اسلام اور مسلمان ایک طرف رسومات کے چکر میں محصور کر دئے گئے ہیں اور دوسری طرف دلدادگانِ تہذیبِ مغرب کے ہاتھوں طعن و تشنیع کا ہدف ہیں ـــ اسیرانِ تہذیبِ مغرب کے ہاتھوں سرے سے نفسِ اسلام ہی خطرے میں ہے اور رسوماتِ قبیحہ کے گرفتاروں نے اسلام کے خداداد اور خوبصورت محل کے اندر خود ساختہ گھروندے بنا کر اسلام کی حقیقت کو نظروں سے اوجھل کر دیا ہے اور اسلام آج ان سب کے ہاتھوں نالاں اور فریاد کناں ہے۔

ان حالات میں فرزندانِ اسلام اور علمائے حق کا فرض ہے کہ وہ منظم ہو کر اور اپنی تمام تر مساعی کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے علم و عمل سے ایک طرف اسیرانِ فرنگ کے دلوں اور دماغوں سے تہذیبِ مغرب کی عظمت اور اس کا رعب و اقتدار دور کریں اور دوسری طرف اسلام کی سچی اور سحر آفریں تعلیمات کو عام

(باقی ص ۱۴ پر)

دعائے صحت

برادرِ مکرم و محترم مولانا قاضی نور الحق ایم اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ ملتان عزیزی عبدالواحد گوجرانوالہ کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ حافظ القرآن والحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی امیر جمعیۃ علماءِ اسلام پاکستان کئی دنوں سے عارضۂ دل کے باعث صاحب فراش ہیں اور ملتان میں زیرِ علاج ہیں ـــ ادارہ خدام الدین دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کو جلد از جلد صحتِ کاملہ اور شفائے عاجلہ سے نوازے اور تا دیر ان کا سایہ سلامت رہے۔ قارئینِ کرام سے بھی درخواست ہے کہ وہ حضرت کے لئے صدقِ دل سے دعا فرمائیں۔ (ادارہ)

مجلس ذکر ۸ر شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ مطابق ۳۱ر اکتوبر ۱۹۶۸ء

ظاہر اور باطن کی صفائی

از حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم　　مرتبہ: محمد عثمان غنی

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: اما بعد:-
فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:-

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ ۵ (پ۲ س البقرہ آیت ۲۲۲)

ترجمہ: بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور بہت پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

رمضان المبارک کے استقبال کی تیاری کیجئے

بزرگانِ محترم، معزز حاضرین و محترم خواتین! آج میری معروضات کا عنوان ہے "ظاہر اور باطن کی صفائی"۔ اور اس کے لئے ٹریننگ کا، تربیت کا زمانہ (رمضان) آیا چاہتا ہے — حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شعبان میں روزے رکھے، وہ میری اتباع میں، میری سنت پر رکھتا ہے۔ اَلشَّعْبَانُ شَھْرِیْ وَالرَّمَضَانُ شَھْرُ اللّٰہِ ط۔ اور رمضان کو اللہ تعالیٰ کا مہینہ قرار دیتے ہیں۔ کہ اس میں اللہ کے حکم سے فرض روزے رکھتا ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ رمضان میں پہلا روزہ، دوسرا روزہ رکھنے کے باوجود بعض اوقات انسان بھول چوک سے پانی پی لیتا ہے، پیاس لگ جاتی ہے، کھانا بھی بعض اوقات ایک آدھ لقمہ کھا لیتا ہے اور بعد میں پھر یاد آ جاتا ہے۔ لیکن اگر شعبان میں روزے کی توفیق ہو جائے تو پھر (ٹریننگ) اور تربیت ہو جاتی ہے اور انسان بھول چوک سے بھی رمضان میں نہیں کھاتا پیتا۔ یہی وجہ ہے کہ شعبان اور رمضان کے بعد جب شوال آتا ہے تو ہم پانی پیتے ہوئے جھجکتے ہیں، کھانا کھاتے ہوئے ٹھٹھکتے ہیں کہ کہیں روزہ تو نہیں ہے وہ عادت پڑ چکی ہوتی ہے۔

جسم اور زبان کا روزہ

جسم کی صفائی باطن کی صفائی پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اسی لئے تو روزے اور نماز کے اندر ہمیں حکم یہ ہی نہیں دیا۔ کہ صرف بھوکا پیاسا رہیں بلکہ کوئی بدکلامی نہ کریں، کسی کے ساتھ ہاتھا پائی نہ کریں۔ کوئی جھوٹ، دروغ، ڈکیتی، دغا، فریب نہ کریں تاکہ جسم کا بھی روزہ ہو اور زبان کا بھی روزہ ہو، باطن کا بھی روزہ ہو اور ظاہر کا بھی روزہ ہو، ورنہ ہمارے بھوکے پیاسے رہنے سے اللہ کو کیا غرض — اللہ تعالےٰ تو ہمارے آپ کے قلوب کو دیکھتے ہیں، باطن کو دیکھتے ہیں۔ اموال نہیں دیکھتے بلکہ وہ تو ہمارے اعمال دیکھتے ہیں۔ ظاہر و باطن کی صفائی پر روزے کا اثر پڑتا ہے۔ جب بھی کوئی آپ کو تکلیف پہنچ جائے یا بالخصوص معدے میں گرانی ہو یا ذہن مشوش ہو یا برائی کی طرف طبیعت مائل ہو تو آپ روزہ رکھیں، جسم اور ذہن کی صفائی کے ساتھ ساتھ باطن اور ظاہر دونوں کی پاکیزگیاں اللہ نے روزے میں رکھی ہیں۔ اور یہ کیوں نہ ہو جبکہ انسان مرکبۂ روح اور جسم ہے۔ جسم ہمارا غذاؤں سے پرورش پاتا ہے، روح عالمِ بالا سے آئی ہے۔ اس کے لئے اللہ نے نماز، روزہ، ذکر اذکار اس کی تروتازگی اور اس کے ارتقاء کا ذریعہ رکھا ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ رمضان کا زمانہ ملکیت کو قوی کرنے کے لئے ممد و معاون ہوتا ہے۔ جیسے زائد پھول، پتے اور شاخیں باغ کے اندر جو ہوتی ہیں وہ مالی کاٹ پھینکتا ہے، اسی طرح رمضان کے زمانے میں ایسی تہذیب اور صفائی ہوتی ہے کہ کوئی گندگی رہنے ہی نہیں پاتی۔

مسواک حضورؐ کو بے حد پسند تھی

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میرا جی چاہتا ہے کہ میں وضو کے ساتھ مسواک لازم کردوں۔ لیکن امت پر اپنی طرف سے مشقت نہیں ڈالنا چاہتا۔ لیکن آپؐ کی خواہش کا پتہ تو چل گیا۔ حضورؐ کا ارشاد کتنا مبنی برحق اور صحت انسانی کے لئے مفید تر ہے کہ ایک دانت صاف نہ ہوں تو سارے جسم کی بربادی کا باعث بن جاتے ہیں کیونکہ منہ کی گندگی معدے کے اندر جائے گی اور معدہ امّ الامراض ہے تو امّ الامراض کا ذریعہ دانت بن گئے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک میلے دانتوں والے مسلمان کو دیکھا تو فرمایا "تجھ سے اتنا بھی نہیں ہوتا کہ تو دانتوں کی صفائی ہی کر لیا کرے"۔ فرشتوں کو خوشبو پسند ہے۔ بدبو تو اُن کو پسند ہی نہیں۔ پھر اللہ کا نام بدبودار منہ سے لے گا تو ظاہر ہے کہ ان کو نفرت آئے گی۔ اسی لئے لہسن، پیاز یا بدبودار چیزیں کھا کر مسجد میں جانے کی اجازت نہیں۔

حضرتؒ کی صفائی پسندی

حضرت رحمۃ اللہ علیہ شروع زمانے میں نماز مغرب کے متصل بعد مسجد میں قرآن کریم پڑھایا کرتے تھے۔ بجلی ابھی نہیں آئی تھی، مٹی کے تیل کا زمانہ تھا لیکن مسجد میں اسے جلانا مسجد کی عزت و حرمت کے منافی خیال کرتے تھے۔ سرسوں کے تیل سے مسجد کی صفائی ستھرائی کو نقصان پہنچتا تھا لہٰذا یہ بھی پسند نہ فرماتے تھے، موم بتیاں جلاتے تھے۔ موم بتی عام طور پر ہوا میں بجھ جاتی ہے، تو انہوں نے موم بتی کا لیمپ بنوا لیا کہ بجھنے بھی نہ پائے۔ پھر بجلی آ گئی تو اس کو ترک فرما دیا۔ اندازہ لگائیے کتنا ہمارے بزرگ نظافت اور پاکیزگی کا خیال رکھتے تھے۔ یہ دراصل ایمان کا جزو ہے۔

حضورؐ کا خوشبودار لباس حضورِ اکرم صلی اللہ

(باقی صـ۱۵ـ پر)



۱۶ ر شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ مطابق ۸ ر نومبر ۱۹۶۸ء

انسان کی نجات کا دار و مدار باطن کی صفائی پر ہے

یہاں کی ظاہری ٹیپ ٹاپ آخرت میں ہرگز کام نہ آئے گی!

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی : اما بعد : فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم :-
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم -

وَ اِذَا رَاَیْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَ اِنْ یَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ یَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَیْحَةٍ عَلَیْهِمْ ؕ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۫ اَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ ۝ (پ ۲۸ س المنافقون ع ۱)

ترجمہ: اور جب ان کو دیکھیں تو ان کے ڈیل ڈول اچھے لگیں گے اور اگر وہ بات کریں تو آپ ان کی بات سن لیں گویا کہ وہ دیوار سے لگی ہوئی لکڑیاں ہیں۔ وہ ہر آواز کو اپنے ہی اوپر خیال کرتے ہیں وہی دشمن ہیں - پس ان سے ہوشیار رہیئے۔ اللہ ان کو غارت کرے۔ پس کہاں بہکے جا رہے ہیں

حاشیہ شیخ الاسلام رح یعنی دل تو مسخ ہو چکے ہیں لیکن جسم دیکھو تو بہت ڈیل ڈول کے، چکنے چپڑے، بات کریں تو بہت فصاحت اور چرب زبانی سے نہایت لچھے دار کہ خواہ مخواہ سننے والا ادھر متوجہ ہو اور کلام کی ظاہری سطح دیکھ کر قبول کرنے پر آمادہ ہو جائے کسی نے خوب کہا ہے ؎

از بروں چوں گورِ کافر پُر
واندروں قہرِ خدائے عزّ وجل
از بروں طعنہ زنے بر بایزید
واز درونت ننگ میدارد یزید

اس آیت میں حق تعالےٰ سبحانہٗ نے منافقین کی ظاہری صفائی کی شہادت دی ہے اور ان کی ظاہری وضع قطع اور ڈیل ڈول کی تعریف فرمائی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کو دیکھ کر تعجب کرنے لگتے ہیں۔ باتیں بھی وہ ایسی اچھی اور لچھے دار کرتے ہیں کہ آپ ہمہ تن گوش ہو کر سنتے ہیں۔ لیکن باطنی صفائی نہ ہونے کے باعث مردودِ بارگاہِ الٰہی ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ دیکھتے ہیں تو یہ لوگ بڑے ہٹے کٹے کڑیل جوان معلوم ہوتے ہیں ایسے کہ دیکھ کر جی خوش ہوتا ہے اور باتیں بنانے میں مشاق ہیں اور ایسی لچھے دار گفتگو کرتے ہیں کہ بس سنتے ہی جاؤ لیکن اندر سے کسی کام کے نہیں۔ ایسے ہیں جیسے لکڑیوں کے بڑے بڑے گدے کا سہارا ملے تو کھڑے ہیں ورنہ چاروں شانے چت پڑے ہیں۔ ڈرپوک ایسے کہ جہاں کوئی ذرا بھی شور و غل ہوا سمجھے کہ بس ہماری آفت آئی۔ سچ ہے جس کے کرتوت کھوٹے ہوتے ہیں اسے ہر وقت کھٹکا ہی لگا رہتا ہے کہ اب کچھ ہوا۔ خدا ان کا ناس کرے یہ کہاں سے اس قدر بہکے کہ سیدھے ہونے کا نام ہی نہیں لیتے۔

حاصل یہ ہے کہ منافقین کی ظاہری وضع قطع کے باوجود ان کے اندر چونکہ ایمان کی طاقت نہیں اس لئے ان کی ظاہری صفائی کسی کام نہ آئے گی ــــ اصل مقصود اندر کی صفائی ہے اور اندر کی صفائی سے مراد دل کی صفائی ہے جس کا نام تزکیہ ہے۔ یاد رکھئے! دل سارے جسم میں مرکز کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر دل پاک ہے تو سارا جسم پاک ہے۔ اگر دل پلید ہے تو سارا جسم پلید ہے۔

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کنوئیں میں زہر ڈال دیا جائے تو جو اس کا پانی پئے گا مرے گا خواہ گلاس کتنا ہی صاف ستھرا ہو۔ اگر دل پلید ہے تو جسم اور کپڑوں کی صفائی عذابِ الٰہی سے نہ بچا سکے گی۔ اور اگر دل پاک ہے اور باطن کا تزکیہ ہو چکا ہے تو ظاہری وضع قطع کے بغیر بھی انسان انشاء اللہ جنت میں چلا جائیگا۔ اور اس کی نجات ہو جائے گی۔

ارشادِ نبویؐ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے :-

ان فی الجسد مضغۃً اذا صلحت صلح الجسد واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب -

ترجمہ: بے شک (انسان) کے جسم میں البتہ ایک گوشت کا ٹکڑا ہے۔ جب وہ درست ہو جاتا ہے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ خبردار! اور وہ دل ہے۔

نتیجہ یہی نکلا کہ باطن کی اصلاح کا دار و مدار دل پر ہے اگر دل درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور دل خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے ــــ ہمارے شیخ قطب العالمؒ

شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ اسی لئے فرمایا کرتے تھے کہ انسان کے جسم میں دل بادشاہ ہے، دماغ اس کا وزیر (مشیر) اور باقی اعضاء اس کی فوج ہیں ـــــ اصل میں دل سے ایک بات نکلتی ہے، دماغ اس کے متعلق غور و فکر کرتا ہے اور دل کو مشورہ دیتا ہے۔ اگر دل اور دماغ متفق ہو جائیں تو پھر فوج کو اس کام کے کرنے کا حکم دیا جاتا ہے ـــــ چنانچہ انسانوں کی ایک قسم تو منافقین کی ہے جن کا ظاہر تو ٹھیک ہے مگر باطن ٹھیک نہیں۔ اس لئے مردود ہیں ـــــ ایک قسم انسانوں کی ایسی بھی ہے جن کے دل تو نورِ ایمان سے خالی نہیں مگر کسی ظالم کے مجبور کرنے سے بحالتِ اضطراری وہ کلمۂ کفر منہ سے کہہ دیتے ہیں تو وہ قابلِ عفو ہیں اور اللہ تعالےٰ ان کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:-

اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ (پ ۱۴ - رکوع ۲۰)

ترجمہ: مگر وہ جو مجبور کیا گیا ہو اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔

پس خلاصہ یہی ہے کہ باطن کا تعلق اللہ تعالےٰ سے ضرور درست ہونا چاہئے۔

بیعت کا مقصد

اب یہ جو اللہ والوں کا طریق ہے کہ طالبین سے بیعت لیتے ہیں تو اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ دل کی اصلاح ہو جائے اور اسی کا نام تزکیہ ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ دل ماسوا اللہ سے پاک ہو جائے۔ انسان کے اندر سے شرک، کفر، نفاق اعتقادی، کبر، حسد، عجب، ریا، خود غرضی، خدا و رسولؐ کے احکام کی تعمیل میں کوتاہی و سستی جیسی تمام روحانی بیماریاں دور ہو جائیں۔ اور دل میں صرف اللہ ہی اللہ بس جائے۔ چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سارے دین کا خلاصہ بھی یہی فرماتے تھے کہ "سب سے توڑ اور رب سے جوڑ" اور یہی کیفیت بیعت سے پیدا کرنا مقصود ہوتا ہے۔

پہلا سبق حضرت رحمۃ اللہ علیہ بیعت فرماتے وقت پہلا سبق ہی یہ دیتے تھے کہ اللہ تعالےٰ کو ہر حال میں اور ہر وقت حاضر ناظر جانا کیجئے۔ اور دل سے ماسوا اللہ کو خارج کر دیجئے ـــــ نیز ذکر الٰہی اس طرح کیجئے اور یہ تصوّر قائم کر کے کیجئے کہ نہ زمین رہے نہ آسمان، نہ انسان رہے نہ شیطان۔ حتیٰ کہ اپنی ذات بھی فنا ہو جائے۔ صرف اللہ ہی اللہ باقی رہ جائے۔

اب ظاہر ہے کہ جب دل میں بھی اللہ کے سوا کوئی نہ سمائے، زبان پر بھی اللہ ہی ہو اور دل و دماغ میں بھی اسی کا تصوّر ہو تو ایسا شخص اگر یہ پہلا سبق پکاتے پکاتے فوت ہو جائے تو انشاء اللہ قبر اور حشر کے عذاب سے بچ کر سیدھا جنت میں جائے گا اور اگر سبق کو پکا کر زندہ رہے تو دنیا میں بھی آخرت کے مزے لوٹے گا۔

محترم حضرات! یہ بات ہرگز نہ بھولئے کہ زبان سے یہ کورس پانچ منٹ میں بتایا جا سکتا ہے۔ اور خطبۂ جمعہ میں یہ لکھا ہوا بھی آپ پڑھ لیں گے لیکن در حقیقت اس کو اس کی تکمیل انسان کے اندر کی استعداد کے مطابق ہوتی ہے۔ کوئی اس کو دس سال میں، کوئی تیس سال میں اور کوئی آخری لمحۂ حیات تک بمشکل مکمل کر سکتا ہے۔

یہاں ایک عام فروگذاشت جو اکثر لوگوں سے ہوتی ہے اس کا ازالہ بھی ضروری ہے۔ بعض لوگ یوں سوچتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ سے اس قسم کا تعلق جوڑنے کے بعد دنیا کیسے نبھے گی۔ تو ان لوگوں کے لئے یہ عرض کر دینا ضروری خیال کرتا ہوں۔ کہ در حقیقت اصلاحِ دنیا کا نام دین ہے۔ دین کوئی الگ چیز نہیں۔ ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی رضاء پیشِ نظر ہو تو یہ کام بھی دین ہے ورنہ دنیا ہے گویا اس طرح دنیا بھی دین بن جاتی ہے اور مسلمان کا ہر کام عبادت میں شمار ہو سکتا ہے ـــــ صرف شرط یہ ایک ہے کہ ہر کام میں اللہ کی رضاء کی نیت بنا لی جائے ـــــ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے۔ انما الاعمال بالنیات۔ ہر عمل کا مدار نیّت پر ہے۔

غرضیکہ ساری معروضات کا **حاصل** یہ ہے کہ دل ماسوا اللہ سے خالی ہو جائے ـــــ تعلق سب سے ہو لیکن دل میں محبوب و مطلوب اور مقصود فقط اللہ تعالےٰ کی ذات ہو اور ہر کام عبادت میں شمار ہو سکتا ہے بشرطیکہ نیّت رضائے الٰہی کی بنا لی جائے ـــــ پھر جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس تعلق کو نبھا جائے گا وہی مراد کو پہنچے گا ورنہ جہنم کا ایندھن بنے گا۔ اگرچہ وہ ظاہر میں کتنا ہی بنا ٹھنا اور پاکیزہ دکھائی دے۔ لیکن اگر ظاہر میں وضع قطع اچھی نہ بھی ہو لیکن دل کا تعلق اللہ سے درست ہو اور سنتِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی پر کاربند ہو تو انشاء اللہ سیدھا جنت میں جائیگا۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو باطن کی صفائی نصیب فرمائے ـــــ اور تعلق باللہ کو درست رکھنے اور اس پر استقامت کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!

بقیہ: اداریہ

کریں اور عوام کو اسلام کے پاک اور بے داغ دامن میں پناہ لینے پر مجبور کر دیں۔ اب یہ فریضہ کس طرح اور کس منصوبے کے تحت علماء کرام اور فرزندانِ اسلام انجام دیں یہ سوچنا وقت کا اہم ترین م

خصوصی اعلان

جانشینِ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ شعبان اور رمضان کے مہینوں میں جب تک دورۂ تفسیر ختم نہیں ہو جاتا کسی جلسہ میں شرکت کے لئے لاہور سے باہر تشریف نہیں لے جائیں گے۔ بعض احباب حضرت مدظلہٗ کا اسم گرامی اشتہارات میں دیکھ کر غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں یہ خبر ان کی تشفی اور اطلاع کے لئے شائع کی جا رہی ہے۔ (حاجی بشیر احمد)

لَیْلَۃُ الْمُبٰارَک

(برکت والی رات)

عبدالرحمٰن لودھیانوی، شیخوپورہ

اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ اِنَّا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ ۝ فِیْھَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ ۝ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ؕ اِنَّا کُنَّا مُرْسِلِیْنَ ۝ رَحْمَۃً مِّنْ رَّبِّکَ ؕ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ (پ ۲۵ سورۂ دخان آیت ۲ تا ۵)

ترجمہ: بے شک ہم نے قرآن کو برکت والی رات میں اتارا۔ ہم آگاہ کرنے والے تھے۔ اس رات میں ہر حکمت والا معاملہ ہماری پیشی سے حکم ہو کر طے کیا جاتا ہے۔ ہم بوجہ رحمت کے جو کہ آپ کے رب کی طرف سے ہوتی ہے آپؐ کو پیغمبر بنانے والے تھے وہ بڑا سننے اور جاننے والا ہے۔

(بیان القرآن حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ)

تفسیر: قسم ہے اس واضح کتاب کی کہ ہم نے اس کو لوحِ محفوظ سے آسمان دنیا پر ایک برکت والی رات یعنی شب قدر میں اتارا ہے کیونکہ ہم بوجہ شفقت کے اپنے ارادہ میں اپنے بندوں کو آگاہ کرنے والے تھے۔ یعنی ہم کو منظور ہوا کہ ان کو مضرتوں سے بچانے کے لئے خیر و شر کی اطلاع کر دیں۔ قرآن کے نازل ہونے کی یہ وجہ ہوئی۔ اس شب کے برکات و منافع بیان فرماتے ہیں کہ اس رات میں ہر حکمت والا معاملہ ہماری پیشی سے حکم صادر ہو کر طے کیا جاتا ہے۔ یعنی سال بھر کے معاملات ہیں کہ سب ہی باحکمت ہیں جس طور پر اللہ تعالےٰ کو کرنا منظور ہے اس طور کو متعین کر کے اور ان کی اطلاع کارکن ملائکہ کو کر کے ان کے سپرد کر دیتے جاتے ہیں۔ چونکہ وہ رات ایسی ہے اور قرآن سب سے زیادہ امر حکیم ہے اس لئے اس کا نزول بھی اسی شب ہوا۔ یہ قرآن اس لئے نازل کیا گیا ہے کہ ہم بوجہ رحمت کے جو آپ کے رب کی طرف سے، یعنی ہماری طرف سے جو بندوں پر ہوتی ہے آپ کو پیغمبر بنانے والے تھے تاکہ آپ کی معرفت اپنے بندوں کو آگاہ کریں۔ بے شک وہ (خدا) بڑا سننے اور بڑا جاننے والا ہے۔ اس لئے وہ بندوں کی مصالحت کی رعایت کرتا ہے۔

لیلۃ المبارک کی تفسیر اکثر نے شب قدر سے کی ہے اور اس باب میں آثار بھی ہیں چنانچہ سعید ابن جبیرؓ نے فرمایا ہے کہ پورا قرآن سماءِ علیا سے سماءِ دنیا پر شب قدر میں آ گیا۔ پھر تھوڑا تھوڑا کئی سال میں آتا رہا۔ اور ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ سال بھر میں جو کچھ ہونے والا ہوتا ہے۔ رزق، موت، حیات اور بارش وغیرہ سب شب قدر میں لوح محفوظ سے نقل کر لیا جاتا ہے۔

قرآن میں دوسری جگہ نزولِ قرآن کے بارہ میں آیت ہے:۔

اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ ۝

(پ ۳۰ سورت قدر آیت ۱)

بعض علماء نے اس رات سے شب براۃ مراد لی ہے۔ حدیث شریف میں بھی بیان ہے کہ اس رات کو آئندہ سال کے تمام امور طے ہوتے ہیں۔ اس لئے قائل ہونا پڑے گا کہ شب قدر اور شب براۃ دونوں راتوں میں واقعات فیصل ہوتے ہیں بلکہ ممکن ہے کہ واقعات شبِ براۃ میں لکھ لئے جاتے ہوں اور شبِ قدر میں سپرد کئے جاتے ہوں جیسا کہ روح المعانی میں ابن عباسؓ کا ایک قول بلاسند بھی نقل کیا گیا ہے۔ (بیان القرآن، حضرت تھانویؒ)

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اپنے حاشیہ میں اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ سال بھر کے متعلق قضا و قدر کے حکیمانہ اور اٹل فیصلے اسی عظیم الشان رات میں لوح محفوظ سے نقل کر کے ان فرشتوں کے حوالے کئے جاتے ہیں جو شعبہ ہائے تکوینیات میں کام کرنے والے ہیں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شعبان کی پندرھویں رات ہے جسے شبِ براۃ کہتے ہیں۔ ممکن ہے وہاں سے اس کام کی ابتدا ہو اور شب قدر پر انتہا ہوتی ہو۔ واللہ اعلم۔

فرشتوں کو ہر کام پر جو ان کے مناسب ہو، سپرد کیا جاتا ہے۔ چنانچہ جبرئیلؑ کو قرآن دے کر محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس بھیجا اللہ تعالےٰ تمام عالم کے حالات سے باخبر ہے اور ان کی پکار سنتا ہے۔ اسی لئے عین ضرورت کے وقت خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قرآن دے کر اور عالم کے لئے رحمت کبریٰ بنا کر بھیجا گیا۔

مذکورہ بیان کی تصدیق مندرجہ ذیل احادیث سے ہوتی ہے:۔

۱۔ حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں، کہ نبیٔ کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا تمہیں پندرھویں شب شعبان کا ثواب اور فضیلت معلوم ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا فضیلت ہے؟ فرمایا۔ اس شب میں جتنے بچے اس سال میں پیدا ہونے والے اور مرنے والے ہوتے ہیں ان سب کو تحریر کیا جاتا ہے اور اس رات میں لوگوں کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں اور ان کے رزق نازل فرماتے جاتے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسا کوئی شخص ہے جو بغیر رحمتِ خداوند کے جنت میں داخل ہو جائے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ ایسا کوئی نہیں جو بغیر رحمتِ خداوندی کے جنت میں داخل ہو جائے۔ میں نے عرض کیا — یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ بھی نہیں۔ یہ سن کر بعد غور کے فرمایا۔ ہاں اگر خدا مجھ کو اپنی رحمت میں نہ چھپائے تو میں بھی داخل نہیں ہو سکتا۔

۲۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں

کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نصف شعبان کی رات میں اپنی تمام مخلوق کو ملاحظہ فرماتا ہے اور مشرک کے علاوہ سب کی مغفرت فرماتا ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ قاتل، ظالم اور مشاحن (کینہ ور) کے علاوہ سب کی مغفرت فرماتا ہے۔

۳۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب شعبان کی پندرھویں رات ہو تو دن کو روزہ رکھو اور رات کو نماز پڑھو کیونکہ بعد غروبِ آفتاب اللہ تعالےٰ آسمانِ دنیا پر جلوہ افروز ہوتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے۔ ہے کوئی بخشش چاہنے والا کہ میں اسے بخش دوں، ہے کوئی رزق طلب کرنے والا کہ میں اسے رزق دوں، ہے کوئی مصیبت زدہ کہ میں اس کی مصیبت کو دور کر دوں۔ اسی طرح دیگر اعلانات ہوتے رہتے ہیں، حتیٰ کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔

۴۔ حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں، کہ ایک مرتبہ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے یہاں سے غائب ہو گئے۔ میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تلاش میں چلی تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جنت البقیع میں موجود پایا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھ کو دیکھ کر فرمایا کیا تجھ کو یہ خیال ہو گیا ہے کہ اللہ اور اللہ کا رسول تجھ پر ظلم کرے گا—— میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے یہ خیال ہوا کہ آپ دوسری بیوی کے ہاں تشریف نہ لے گئے ہوں۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ نصف شعبان کی رات میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر رونق افروز ہو کر اس قدر مغفرت فرماتا ہے کہ جتنے قبیلہ بنی کلب کی بکریوں پر بال ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ ان لوگوں کی مغفرت فرماتا ہے جو اپنے اعمال کی وجہ سے مستحق دوزخ ہو گئے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف باب فضائل نماز ماہ رمضان)

ان احادیث سے بخوبی واضح ہو گیا ہے کہ ہمیں اس رات میں عبادت و استغفار کرنا چاہئے اور اگلے دن روزہ رکھنا چاہئے۔

آپ کئی مرتبہ پڑھ اور سن چکے ہیں کہ رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وسلم) پندرھویں شب میں رات بھر عبادت و استغفار میں مصروف رہتے تھے۔ ہمیں بھی ایسا ہی کرنا چاہئے۔ ایسے نادر اور سنہری موقعہ کو ہاتھ سے دے دینا ہرگز دانش مندی اور مسلمانی نہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ جس چیز کو ہمارے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پسند فرمایا ہو اس کو ہم بھی کریں اور اپنی طرف سے کسی قسم کی ایجاد اور کمی بیشی نہ کریں ورنہ ہماری مسلمانی مخدوش ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہم ان برائیوں اور گناہوں کو اپنے اندر سے دور کریں۔ جن کی شامتِ اعمال میں ہم اس رات کی رحمت، مغفرت اور سعادت اندوزیوں سے محروم رہتے ہیں۔ وہ یہ ہیں:۔

۱۔ کینہ ور مسلمان وہ مسلمان جس نے بُغض و عناد کی وجہ سے اپنے رشتہ داروں یا مسلمان بھائیوں سے بول چال بند کر دی ہو۔

۲۔ مشرک، خدا کی ذات و صفات میں شرک کرنے والا۔ مثلاً وہ جو سوائے خدا کے کسی اور کو بھی ہر جگہ حاضر و ناظر، حاجت روا اور مشکل کشا سمجھے۔

۳۔ جادوگر۔

۴۔ منجم۔

۵۔ بخیل۔

۶۔ ماں باپ کو ستانے والا اور ان کے حقوق نہ ادا کرنے والا۔

۷۔ ظلم کرنے والا اور رشوت لینے والا۔

۸۔ طبلہ ڈھولک بجانے والا اور شطرنج کھیلنے والا۔

حضرت ابو موسیٰؓ نے صحیح فرمایا ہے کہ شب قدر کے بعد شب برأت تمام راتوں سے افضل و مبارک ہے۔ ربّ قدیر کی یہ بندہ نوازی ہے کہ اس نے ایسی راتیں رکھی ہیں جن میں سے ایک ایک رات کی عبادت ایک طرف تو ہزار ہزار راتوں کی عبادت کے برابر ہے۔ اور دوسری طرف ان میں گناہ بھی معاف ہوتے ہیں اور دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ شب برأت کا ایک لمحہ بھی ضائع نہ کریں اور اس رات کو عبادت، ذکر و اذکار، نوافل (صلوٰۃ التسبیح) میں گذاریں اور تلاوتِ قرآن، درود شریف اور سید الاستغفار پڑھنے میں مشغول ہوں۔

دعا

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

ترجمہ: اے اللہ! بے شک تو معاف کرنے والا ہے۔ معافی کو دوست رکھتا ہے۔ پس مجھے بھی معاف فرما دے۔ آمین!

سیّد الاستغفار

۱۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَ اَنَا عَبْدُکَ وَ اَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَ وَعْدِکَ مَا سْتَطَعْتُ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ۔ وَ اَبُوْءُ بِذَنْبِیْ، فَاغْفِرْلِیْ۔ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

ترجمہ: اے اللہ! تو ہی میرا رب ہے۔ تیرے سوا کسی کی بندگی نہیں۔ تو نے مجھ کو پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں۔ اور میں تیرے عہد اور وعدہ پر قائم ہوں جتنی مجھ میں طاقت ہے۔ میں پناہ مانگتا ہوں تیری اپنے کئے کی برائی سے۔ قائل ہوں تیرے احسان کا جو مجھ پر ہے اور قائل ہوں اپنے گناہ کا، سو بخش دے مجھ کو، بے شک تیرے سوا گناہوں کو کوئی نہیں بخشتا۔

حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ جو شخص اس کو پڑھے گا، اور اس کو دوزخی ہونے کا یقین ہے۔ پس اگر وہ اسی روز مر جائیگا۔ تو اس کو جنت میں داخل کیا جائیگا۔

۲۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

(رواہ ترمذی و ابوداؤد)

ترجمہ: میں اس خدا تعالےٰ سے بخشش مانگتا ہوں جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ زندہ ہے، خود قائم اور جہان کو قائم رکھنے والا ہے۔ میں اپنے گناہوں سے باز آکر اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

ارشاداتِ مجالسِ ذکر

از: حضرت شیخ التفسیر سیدنا و مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ — مرتبہ: محمد مقبول عالم بی اے لاہور

"نہیں ملتے یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں"

۱۶ر اپریل ۱۹۵۹ء جمعرات

تربیتِ باطن

ذکر کے بعد فرمایا۔ انسان بننے کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے تعلیم اور تربیت — تعلیم ظاہر کی ہوتی ہے اور تربیت باطن کی۔ قرآن پڑھنے سے پتہ لگتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم بھی دیتے تھے اور تربیت بھی کرتے تھے — وَ یُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَ یُزَکِّیْهِمْ (۲ : ۱۲۹) یہ دو چیزیں ہیں۔ واؤ مغایرت کے لئے آتی ہے تعلیم اور ہے اور تزکیہ اور ہے۔ تعلیم قرآن کا مطلب سمجھانا ہے اور تزکیہ اس کا رنگ چڑھانا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم بھی دیتے تھے۔ جب یہ آیت آئی۔ صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (۳۳ : ۵۶) تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ ہم سلام تو کرتے ہیں، صلوٰۃ کیسے کریں۔ تو آپ نے درود شریف جو نماز میں پڑھا جاتا ہے تلقین فرمایا۔

کھانا پینا انسانیت کا جزو نہیں۔ یہ تو حیوانیت کا جزو ہے۔ سب کھاتے ہیں۔ شیر کچا گوشت کھا جاتا ہے۔ اس کا معدہ اللہ نے ایسا بنایا کہ کچا گوشت ہضم کر جاتا ہے۔ انسان پکا کر کھاتا ہے۔ بیل وغیرہ کچی سبزی کھا جاتے ہیں، انسان پکا کر کھاتا ہے۔ انسان کو انسانیت کا ڈھانچہ ملا ہے انسانیت آئے گی تو اسی ڈھانچے میں آئے گی، بھیڑ بکری کے ڈھانچے میں نہیں۔ لیکن انسان بننے کے لئے تعلیم و تربیت کی ضرورت ہے۔ ہر انسان انسان نہیں۔ مجھے ایک بزرگ ملے جو فرماتے تھے کہ کوئی سؤر نظر آتا ہے کوئی کتا نظر آتا ہے کوئی بھیڑیا نظر آتا ہے۔

تعلیم نہ ہو تو کتاب و سنت کا علم نہیں ہوتا اور تربیت نہ ہو تو انسانیت نہیں آتی۔ دونوں سے انسان کامل بنتا ہے ورنہ ناقص رہتا ہے۔ جاہل صوفیوں سے بچنا چاہئے۔ وہ خود کتاب و سنت کو نہیں جانتے، دوسروں کی کیا رہنمائی کریں گے۔

قرآن رنگ ہے۔ علماء رنگ فروش ہیں اور صوفیاء رنگساز ہیں۔ اگر کوئی جامع مل جائے تو بہت اچھا ہے۔ ہمارے دیوبند کے حضرات جامع ہوئے ہیں۔ مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ جامع تھے۔ اُن جیسا بزرگ صاحب کمال کہیں نہیں دیکھا وہ بے نظیر تھے۔

جب انسانیت آتی ہے تو آدمی سمجھتا ہے کہ آنچہ بر ماست از ماست۔ کسی سے تکلیف پہنچے تو وہ اس سے نہیں الجھتا، بلکہ اپنے نفس کو ملامت کرتا ہے کہ تو نے کوئی گناہ کیا ہے جس کی یہ سزا ہے۔ یہ تربیت کا نتیجہ ہے۔ پیچھے مڑ کر دیکھو۔ پتہ لگ جائے گا کہ یہ کس گناہ کی تصویر ہے۔ ایک دفعہ میرے دل میں خیال فاسد آیا۔ میں نے اسے نکال دیا۔ تصویر یہ دکھائی کہ کتے نے پنڈلی پہ منہ مارا لیکن کاٹا نہیں یہ اس خیال فاسد کی تصویر تھی۔ جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ هٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ مِنْ قَبْلُ (۱۲ : ۱۰۰) یہ اس خواب کی تاویل ہے۔ اگر کوئی جاہل ہوتا تو کتے کو سوٹا مارتا — وہ خدا کے آگے فریاد کرتا کہ تو نے مجھے حکم دیا۔ میں نے منہ مارا اس نے مجھے کیوں مارا۔ الٹا اور فرد جرم لگتا پھر کوئی باؤلا کتا کاٹتا۔

تربیت یافتہ کسی سے کوئی کلمۂ آزار سنتے ہیں تو اسے کچھ نہیں کہتے — کسی نے کہہ دیا۔ ارے گدھے! تو وہ اپنے نفس کو ملامت کرتے ہیں کہ تو نے ضرور کوئی گدھے والا کام کیا ہے۔ جس کی وجہ سے اللہ نے اس کی زبان سے تجھے گدھا کہلوایا ہے۔ وہ دوسروں کی باتیں اپنی طرف سمجھ لیتے ہیں۔ اور اپنے نفس کو ملامت کرنے لگ جاتے ہیں۔ تربیت یافتہ اپنے دشمنوں سے بھی اچھا سلوک کرتے ہیں اور انہیں تنگ نہیں کرتے ؎

شنیدم کہ مردانِ راہِ خدا
دلِ دشمناں ہم نکردند تنگ
ترا کے میسر شود ایں مقام
کہ با دوستانت خلافست و جنگ

میرے ایک شاگرد مولوی صاحب تھے۔ کچھ ناراض ہو گئے۔ میں آ رہا تھا تو وہ جھٹ مسجد میں داخل ہو گئے کہ سلام نہ کرنا پڑے میں بھی پیچھے چلا گیا اور چھاتی سے لگا کر ملا۔ وہ شرمندہ تو ہو گئے ہوں گے۔

مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات بے شمار ہیں ایک دفعہ گاڑی میں پاخانہ صاف کیا۔ اپنے استاد کے مہمانوں کی خاطر پاخانہ صبح سویرے صاف کیا کرتے تھے۔ مولانا عبداللہ فاروقی کا پاندان گم ہو گیا تو بتا دیا۔ یہ ماضی کا کشف تھا۔ اور بتایا کہ مل جائے گا یہ مستقبل کا کشف تھا۔ مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ میرے بزرگ ان کے بڑے بھائی کے ہم عمر تھے۔ اور یہ چھوٹے تھے اس لئے مولانا انہیں جھاڑ لیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کہا کہ میں تمہیں کتوں سے پھڑوا دوں گا۔ کہنے لگے کہ آپ کے پاس کتے کہاں ہیں"۔

تربیت کے لئے ادب، عقیدت، اور اطاعت کی تین تاریں ہوں تو فیض ملتا ہے۔ جس طرح تعلیم کے لئے کئی سال درکار ہیں ۱۳، ۱۴ سال میں دیوبند کا فاضل یا بی اے بنتے ہیں اسی طرح تربیت کے لئے بھی کئی سال درکار ہیں جب تک "میں" نہیں مرتی، تکمیل نہیں ہوتی۔

انسان وہ ہے جو سب کے لئے رحمت ہو۔ بیوی، بچوں، ماں باپ، دوست عزیز سب کے لئے — کل ایک عورت آئی تو کہنے لگی کہ میرا خاوند مجھے مارتا ہے اور لڑکیاں جوان ہیں ان کی شادی

(باقی صد ۱۲ پر)

تاریخ کے دریچے سے

نورالدین زنگی

آباد، شاہ پوری

(گذشتہ سے پیوستہ)

سیرت و کردار

نورالدین مسلمان، سلطان اور جرنیل ہر حیثیت سے عظیم انسان تھا۔ مسلم اور غیر مسلم سبھی مورخ اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ ابن اثیر اس کی سیرت و کردار کی تصویر ان الفاظ میں کھینچتا ہے:

"میں نے گذشتہ سلاطین کی زندگی اور حالات کا مطالعہ کیا ہے۔ خلفائے راشدین اور عمر بن عبدالعزیز کے بعد اس سے بہتر سیرت و کردار کا حامل اور عادل سلطان میری نظر سے نہیں گزرا۔"

نورالدین نہایت متقی اور متبع شریعت تھا۔ بیت المال سے اپنے لئے کوڑی تک نہ لیتا تھا۔ اپنی گذر اوقات اپنے حصے کے مالِ غنیمت سے خریدی ہوئی مختصر سی جائیداد پر کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس کی بیوی نے تنگ دستی کی شکایت کی تو سلطان نے جواب دیا:

"میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ یہ جو کچھ دیکھتی ہو، سب مسلمانوں کا ہے۔ میں تو فقط خزانچی ہوں۔ اس امانت میں خیانت کر کے تمہاری خاطر جہنم مول نہیں لے سکتا۔"

راتوں کو اٹھ کر دیر تک رکوع و سجود میں مصروف رہتا۔ عدالت کے طلب کرنے پر ایک عام شہری کی طرح حاضر ہوتا اور اپنے آپ کو امتیازی سلوک کا روا دار نہ سمجھتا تھا۔ عدل و انصاف کا یہ عالم تھا کہ اپنی حدود سلطنت میں کوئی محصول اور چنگی باقی نہ رکھی۔ نورالدین مظلوم کی داد رسی کرتا، ظالم کو کیفر کردار تک پہنچاتا اور کسی کی رُو رعایت نہ کرتا تھا۔ خواہ اس کا بیٹا ہو یا بڑے سے بڑا حاکم اور افسر۔ نہایت متواضع اور منکسر المزاج تھا۔ علماء اور اہل دین کی بیحد تعظیم و تکریم کرتا تھا۔ اس تواضع اور خاکساری کے باوجود بڑے رعب و داب کا آدمی تھا۔ ابن اثیر کہتا ہے اس کے مناقب اور محامد کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔

لین پول نے لکھا ہے:۔

ملک شاہ کے بعد کسی بادشاہ کا اس قدر احترام نہیں کیا گیا۔ اپنی رعایا کی نظر میں وہ محامد اور اوصاف کا نمونہ اور اسلامی ورع و تقویٰ کا مجسمہ تھا۔ دوسرا عمر بن عبدالعزیز اس جیسا دیندار، منصف اور خدا ترس سلطان پہلے نہیں گزرا۔ صلیبی بھی اس کے اولوالعزم کردار کی شہادت دیتے ہیں ولیم صوری اعتراف کرتا ہے کہ قوم و مذہب سے قطع نظر نورالدین عادل و منصب زیرک و دانا اور دیندار بادشاہ تھا۔

نورالدین ایک بہادر سپاہی، عظیم شاہسوار اور اولوالعزم جرنیل تھا۔ ہمیشہ صفِ اوّل میں رہ کر لڑتا تھا۔ اسے زندگی کے ہر مرحلے میں سخت نامساعد حالات سے دوچار ہونا پڑا۔ لیکن اپنی جرأت اور ہمت سے ان حالات پر غالب آکر اپنا راستہ بنایا۔ اسے بہ یک وقت کئی محاذوں پر لڑنا پڑا۔ بعض اوقات شکست بھی کھائی تاہم کبھی حوصلہ نہ ہارا۔ شکست کا بدلہ ہمیشہ ایک بڑی فتح حاصل کر کے لیا۔ اس نے اپنی زندگی جہاد فی سبیل اللہ میں وقف کر دی تھی۔ شام و فلسطین کو فرنگیوں کے چنگل سے چھٹکارا دلانا اس کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد تھا۔ اس راہ میں اس نے ساری صلاحیتیں صرف کر دیں اور راحت و آرام تج دیا۔ اس کے شب و روز اسی مقصد کی فکر اور تیاری میں گذرتے تھے۔

جنگی سکیمیں تیار کرنے میں اسے کمال حاصل تھا۔ زمام حکومت تھام لینے کے بعد اس نے سہ نکاتی فوجی منصوبہ تیار کیا:۔

۱۔ شام، عراق اور مصر کو متحد کر کے فرنگیوں کو تین طرف سے گھیر لیا جائے۔

۲۔ اس دوران میں فرنگیوں پر پے در پے ضربیں لگائی جائیں۔ اور انہیں اطمینان سے بیٹھ کر کسی بڑی جنگ لڑنے کی تیاری کا موقع نہ دیا جائے۔

۳۔ فرنگیوں کو گھیرے میں لینے کے بعد آخری ضرب کاری لگائی جائے۔ اور انہیں سمندر میں دھکیل دیا جائے۔

اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اس نے دن رات کام کیا اور کامیابی کی شہادت وہ جنگیں دیتی ہیں جو نورالدین نے لڑیں۔ اس سکیم پر عمل کرتے ہوئے اس نے پچاس سے زائد قلعے اور شہر فرنگیوں سے چھین لئے آخری دنوں میں تو یہ حالت ہو گئی تھی کہ فرنگی اپنے اندرونی علاقوں اور قلعہ بند شہروں میں بھی اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھنے لگے تھے۔ اس نے اپنی عزم و ہمت اور بصیرت و فراست سے اس عظیم منصوبے کے پہلے دو مرحلے مکمل کر لئے۔ مسلمان ایک پرچم تلے جمع ہو گئے تھے اور فرنگی نرغے میں آ چکے تھے۔ نورالدین کی پے در پے ضربوں نے یوروشلم کی سلطنت کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیں۔ منصوبے کے تیسرے مرحلے کی تکمیل اس کی قسمت میں نہ تھی۔ تاہم پہلے دو مرحلوں سے وہ جس طرح کامیاب گذرا اس سے اس کے اولوالعزم جرنیل ہونے کی واضح شہادت ملتی ہے۔

بعض اوقات اسے دوہری مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن اس نے کبھی کسی اضطراب اور گھبراہٹ کا اظہار نہ کیا ۱۱۵۶ء شام کے لئے نہایت سخت سال تھا۔ ہولناک زلزلوں نے بہت بڑے علاقے کو تلپٹ کر ڈالا کئی شہر اور بستیاں بالکل پیوندِ زمین ہو گئیں۔ بہت سے شہروں کی فصیلیں گر گئیں۔ ہر طرف تباہی، رنج و غم، مایوسی اور دل شکستگی کا عالم تھا۔ فرنگیوں نے اسے زریں موقع سمجھ کر چڑھائی کر دی لیکن نورالدین اس حالت میں بھی ان کے آگے سدِ سکندری بن کر کھڑا ہو گیا اور ان کا منہ پھیر دیا۔

نورالدین کو ایک مخلص و صادق الایمان مسلمان کی طرح اپنے اللہ کی نصرت و تائید پر اعتماد و یقین تھا ۵۵۸ھ میں بقیعہ کی جنگ میں اسے شکست ہوئی۔ اور اس نے پیچھے ہٹ کر حمص کے قریب پڑاؤ ڈال دیا۔

(باقی ص۱۸ پر)

شرعی احکام سے سرکشی تباہی لاتی ہے

محمد شفیع عمر الدین، میرپورخاص

فراوانیٔ روزی

لہٰذا جنہیں روزی کی کشادگی حاصل نہیں انہیں اپنی اس حالت پر خوش اور قانع رہنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لانا چاہئے۔ کہ انہیں سرکشی کرنے کے لئے فراوانیٔ مال کا سہارا میسّر نہیں۔

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ○ (الشوریٰ آیت ۲۷)

ترجمہ: اور اگر اللہ اپنے بندوں کی روزی کشادہ کرے تو زمین پر سرکشی کرنے لگیں۔ لیکن وہ ایک اندازے سے اتارتا ہے جتنی چاہتا ہے۔ بے شک وہ اپنے بندوں سے خوب خبردار دیکھنے والا ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام مولانا عثمانیؒ

"خدا کے خزانوں میں کسی چیز کی کمی نہیں۔ اگر چاہے تو اپنے بندوں کو غنی اور تونگر بنا دے لیکن اس کی حکمت مقتضی نہیں کہ سب کو بے اندازہ روزی دے کر خوش عیش رکھا جائے۔ ایسا کیا جاتا تو عموماً لوگ طغیان و تمرّد اختیار کرکے دنیا میں اودھم مچا دیتے۔ نہ خدا کے سامنے جھکتے۔ نہ اس کی مخلوق کو خاطر میں لاتے جو سامان دیا جاتا کوئی اس پر قناعت نہ کرتا۔ حرص اور زیادہ بڑھ جاتی۔ جیسا کہ ہم بحالتِ موجودہ بھی عموماً مرفہ الحال لوگوں میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ جتنا آ جائے۔ اس سے زیادہ کے طالب رہتے ہیں۔ کوشش اور تمنّا یہ ہوتی ہے کہ سب کے گھر خالی کرکے اپنا گھر بھر لیں —— ظاہر ہے کہ ان جذبات کے ماتحت عام غنا اور خوش حالی کی صورت میں کیسا زبردست تصادم ہوتا۔ اور کسی کو کسی سے دبنے کی وجہ نہ رہتی۔ ہاں دنیا کے عام مذاق و رجحان کے خلاف فرض کیجئے کسی وقت غیر معمولی طور پر کسی مصلح اعظم اور مامور من اللہ کی نگرانی میں عام خوشحالی اور فارغ البالی کے باوجود باہمی آویزش۔ اور طغیان و سرکشی کی نوبت نہ آئے۔ اور زمانہ کے انقلاب عظیم سے دنیا کی طبائع ہی میں انقلاب پیدا کر دیا جائے۔ وہ اس مادی اور اکثری قاعدہ سے مستثنیٰ ہوگا۔ بہرحال دنیا کو بحالتِ موجودہ جس نظام پر چلانا ہے اس کا مقتضیٰ یہی ہے کہ غنا عام نہ کیا جائے۔ بلکہ ہر ایک کو اس کی استعداد اور احوال کی رعایت سے جتنا مناسب ہو جانچ تول کر دیا جائے۔ اور یہ خدا ہی کو خبر ہے کہ کس کے حق میں کیا صورت اصلح ہے کیونکہ سب اگلے اور پچھلے حالات اسی کے سامنے ہیں۔"

حضرت شیخ سعدیؒ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

۱۔ آنکہ ہفت اقلیم عالم را نہاد
ہر یکے را آنچہ لائق بود داد
۲۔ گر توانائی دگر کوتاہ دست
ہر کرا بینی چناں باید کہ ہست
۳۔ آنکہ مسکین است اگر قادر شود
پس خیالہا کزو صادر شود
۴۔ گربۂ مسکین اگر پر داشتی
تخم گنجشک از جہاں برداشتی
۵۔ واں دو شاخ گاو اگر خر داشتی
ہیچ کس را پیش خود نگذاشتی

یعنی

۱۔ اللہ تعالیٰ نے سات اقلیمیں جہان کی پیدا کیں وہ اپنی مخلوق کے ظاہر اور پوشیدہ حالات سے باخبر ہے اس لئے اس نے جس کو جتنے انعامات کا لائق سمجھا، اتنے ہی عطا فرمائے۔

۲۔ یہ عین اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ کسی کو تونگر بنایا اور کسی کو مسکین رکھا۔ ہر ایک کو جس حالت میں اس نے رکھا ہے وہی اس کے لئے بہتر ہے۔

۳۔ جسے اللہ تعالیٰ نے مسکین رکھا ہے اگر اسے دولت کی فراوانی میسّر ہوتی تو وہ اس کا صحیح مصرف کرنے کی بجائے غیر شرعی طور پر اڑاتا اور اس کی امانت میں خیانت کرتا۔

۴۔ اللہ تعالیٰ اگر مسکین بلّی کو پر عطا فرماتا تو وہ ایک چڑیا بھی دنیا میں نہ چھوڑتی، سب کو شکار کرکے کھا جاتی۔

۵۔ اگر گدھے کو گائے کی طرح دو سینگ ہوتے تو کسی کو اپنے قریب نہ آنے دیتا۔ اور انسان اس سے کام نہ لے سکتا۔

لہٰذا حکیم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں۔ بندے کو جس حال میں رکھا ہے وہی اس کے لئے بہتر ہے۔

سرکشی حرام ہے

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ (الاعراف آیت ۳۳)

ترجمہ: کہہ دو میرے رب نے صرف بے حیائی کی باتوں کو حرام کیا ہے۔ خواہ وہ علانیہ ہوں یا پوشیدہ۔ اور ہر گناہ کو اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو بھی اور یہ کہ اللہ کا ایسی چیز کو شریک کرو جس کی اس نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔ اور یہ کہ اللہ پر وہ باتیں کہو جو تم نہیں جانتے

حاصل یہ نکلا کہ یہ باتیں حرام

ہیں اور کبیرہ گناہوں کی فہرست میں شامل ہیں :-

۱- "فواحش" یعنی بدکاری ہر قسم کی خواہ ظاہر ہو یا پوشیدہ -

۲- "اِثم" یعنی سب معصیت اور گناہ کی باتیں - ہر فعل جو شریعت مطہرہ کے خلاف ہو "اِثم" کے تحت میں آ جاتا ہے -

۳- "البغی" یعنی لوگوں کے ساتھ ناحق سرکشی کے ساتھ پیش آنا - ان پر ناحق ظلم و زیادتی کرنا - ان کو نقصان پہنچانا - ان کے حقوق نہ بجا لانا -

۴- "شرک" یعنی اللہ تعالےٰ وحدہٗ لا شریک لہٗ کی عبادت میں دوسروں کو شریک کرنا -

۵- اللہ تعالےٰ پر جھوٹ و افترا باندھنا - حلت و حرمت کے غلط مسائل بیان کرنا -

ان سب گناہ کی باتوں سے مسلمانوں کو بچنا چاہیئے -

سرکشی کی ممانعت

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآیِٔ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ ۚ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ہ (النحل ۹۰)

ترجمہ : اللہ حکم کرتا ہے انصاف کرنے کا اور بھلائی کرنے کا ، اور قرابت والوں کو دینے کا - اور منع کرتا ہے بے حیائی سے اور نامعقول کام سے اور سرکشی سے ، تم کو سمجھاتا ہے تاکہ تم یاد رکھو - (حضرت شیخ الہندؒ)

(ف) "..... تیسری چیز (جس سے منع کیا) "بغی" ہے - یعنی سرکشی کرکے حد سے نکل جانا ، ظلم و تعدی پر کمربستہ ہو کر درندوں کی طرح کھانے پھاڑنے کو دوڑنا - اور دوسروں کے جان و مال یا آبرو وغیرہ لینے کے واسطے ناحق دست درازی کرنا - اس قسم کی تمام حرکات قوتِ سبعیہ غضبیہ کے بے جا استعمال سے پیدا ہوتی ہیں " (حضرت شیخ الاسلام عثمانیؒ)

سرکشی کا وبال

ممانعت کے باوجود جو سرکشی سے نہ رُکے گا اسے ایک دن ضرور اس کی سزا ملے گی :

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْیُکُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ز ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُکُمْ فَنُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ہ (یونس آیت ۲۳)

ترجمہ : اے لوگو ! تمہاری شرارت کا وبال تمہاری جانوں پر ہی پڑے گا - دنیا کی زندگی کا نفع اٹھا لو - پھر ہمارے پاس ہی تمہیں لوٹ کر آنا ہے - پھر ہم تمہیں بتلا دیں گے جو کچھ تم کیا کرتے تھے -

(ف) "اے لوگو ! (سن لو) یہ تمہاری سرکشی تمہارے لئے وبالِ (جان) ہونے والی ہے - (بس) دنیوی زندگی میں (چندے اس سے) حظ اٹھا رہے ہو - پھر ہمارے پاس تم کو آنا ہے - پھر ہم سب تمہارا کیا ہوا تم کو جتلا دیں گے - (اور اس کی سزا دیں گے " (حضرت تھانویؒ)

بقیہ : لیلۃ المبارک

ارشاد ہے کہ جس نے استغفار کے یہ کلے پڑھے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اگرچہ میدانِ جنگ ہی سے بھاگا ہوا ہو -

سو ہمارا فرض ہے کہ ہم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں - اپنے اعمال کا محاسبہ کریں ، روزے رکھیں اور توبہ و استغفار کریں -

ان امورِ مسنونہ کے علاوہ جس قدر امور بھی مسلمان شبِ براۃ میں کرتے ہیں وہ سب کے سب ایجادِ بندہ بدعات و خرافات اور منافیِ اسلام ہیں - مثلاً آتش بازی وغیرہ - مسلمانوں کی کیسی بدبختی و محرومی ہے کہ جو باتیں کرنے کی ہیں ان کا وہم و گمان تک نہیں اور جو باتیں جہنم میں لے جانے والی ہیں اور دین و دنیا کو رسوا کرنے والی ہیں ان میں انہماک (ڈوبے ہوئے ہیں) ہے - آتش بازی کا شوق ہماری قوم کو اقتصادی طور پر ہر سال تباہ کر دیتا ہے - یہ گھر پھونک تماشہ دیکھنے والی بات ہے اور یہ آتش پرستوں کے مذہب کی تقلید کرنا ہے یہ بے جا اسراف ہے - "اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا — بے شک فضول خرچ شیطانوں کے بھائی ہوتے ہیں " (قرآن)

آتش بازی جہنمی فعل ہے - یہ تفریح شیطانی اغوا ہے ایسا کرنے والے لوگ نفس اور شیطان کے مرید ہیں - ہم کو اس امر کا یقین ہی نہیں ہے - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حَسنہ کا اتباع کریں اور فلاحِ دارین حاصل کریں -

برادرانِ اسلام ! خدا کے لئے اپنے دینی اعمال و اشغال کی حقیقت اور روح کو سمجھو - اسوۂ حسنہ کی پیروی کرو اور مذہب کے نام پر جو خودساختہ بدعات و خرافات تم نے مذہب میں داخل کر لی ہیں ان سے چھٹکارا حاصل کرو - مذہبی اور روحانی زندگی کے دقیق اور اہم کشاکش سے نہ گھبراؤ اور اپنے بدن کو جواہر رکھنے والی چاندی کی ڈبیہ ، دل کو مخملی استر اور اپنی روح کو ایک بیش بہا نگینہ خیال کرو -

رمضان سے پہلے ماہِ شعبان اس لیئے آتا ہے کہ تم شعبان کے روزے رکھ کر اور پندرھویں رات کی عبادت و استغفار کرکے اس ڈبیہ کو چمکیلا اور گرد و غبار سے محفوظ رکھو تاکہ اس میں صبر و تقوےٰ کے نورانی موتی پیدا ہو جائیں اور رمضان المبارک کی سعادتوں سے کما حقہٗ فیضیاب ہو سکو - وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلَاغ -

---

بقیہ : ارشادات مجالس ذکر

نہیں کرتا - انہیں بھی مارنا ہے — وہ ایک افسر کی بیوی تھی - مجھے اس پر بڑا رحم آیا - اگر مارنا تھا تو شادی کیوں کی تھی - حلوہ سب کو میٹھا لگتا ہے - چرند پرند انسان سب کھاتے ہیں - اسی لئے تربیت یافتہ انسان سب کے لئے رحمت ہوتا ہے -

گناہ کیا سزا مل گئی - اچھا ہوا - گناہ معاف ہو گیا ورنہ سزا جمع رہتی - تو آخرت میں پتہ نہیں جہنم کے کس گڑھے میں گرائے جاتے - تربیت یافتہ خوش ہوتے ہیں کہ معاملہ صاف ہو گیا - وہ کسی سے رنجیدہ نہیں ہوتے آخر سزا تو کسی کے ذریعے ملے گی - وہ اس سے نہیں لڑتے - اپنے نفس کو سمجھاتے ہیں -

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ میں

درسِ قرآن

منعقدہ ۲۷ر اگست ۱۹۶۷ء

مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

(۵)

شاہ ولی اللہؒ کے سب صاحبزادے اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے منوّر تھے۔ اللہ تعالےٰ نے ان سب کو قرآن مجید کی معرفت سے نوازا تھا رحمتِ دو عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے آپ مشرّف تھے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے پرتو آپ پر پڑتے تھے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی ایک ملازمہ تھی پوربی، اس علاقے کی زبان بولنے والی۔ تو جب اس کی موت کا وقت آیا تو وہ کچھ ایسی باتیں کر رہی تھی جو دوسرے نہیں سمجھتے تھے۔

مَیں اپنی بچّیوں سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ قیامت کا خوف پیدا کریں اور موجودہ مسموم فضاؤں سے اپنے آپ کو بچائیں۔ مرنا سب نے ہے ؎

ولا غافل نہ ہو یکدم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے
بغیچے چھوڑ کر خالی زمیں اندر سمانا ہے

پہلے زمانے میں پنجابی کے اشعار لوگ پڑھا کرتے تھے۔ اب تو وہ کتابیں ختم ہو گئیں۔ پکّی روٹی کتاب تھی پنجابی کی ہماری بچیاں پڑھا کرتی تھیں، مولوی پڑھا کرتے تھے، امام پڑھا کرتے تھے اور اس پکّی روٹی کے آخر میں یہ ہے۔ مولوی غلام رسول صاحب ایک گذرے ہیں قلعہ میہاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ میں — یہ ان کی ایک تنبیہ بلکہ واعظانہ نصیحت ہے ؎

ولا غافل نہ ہو یکدم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے
بغیچے چھوڑ کر خالی زمین اندر سمانا ہے
تیرا نازک بدن بھائی جو لیٹے سیج پھولوں پر
بنے گا ایک دن مُردار یہ کیڑوں نے کھانا ہے
فرشتہ روز کرتا ہے منادی چار کونوں پر
محلّاں اُچیاں والے تیرا گور ہیں ٹھکانا ہے

تم نے کیا سمجھا؟ اَیْنَ الْمَفَرُّ ٥ (القیمۃ) ہم کہاں جائیں گے بھائی؟ آخر مرنا نہیں ہے؟

تو وہ جب مرنے لگی حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خادمہ تو وہ کچھ اپنی پوربی زبان میں کہہ رہی تھی جس کو پاس بیٹھنے والے نہیں سمجھتے تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک صاحبزادے تھے شاہ اہل اللہ رحمۃ اللہ علیہ، وہ بھی بڑے کامل ولی تھے۔ اگرچہ ان کا تعارف کم لوگوں میں ہوا۔ ان کو بلایا گیا — شاہ ولی اللہ دہلوی کے سب صاحبزادے اور خود شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ علوم کے پورے ماہر اور واقف تھے ان کے ہاں جنّات کا بھی آنا جانا تھا۔ جنّات کو آپ پر بہت بڑا اعتماد تھا — وہ لمبے قصّے ہیں — اور جن مسلمان کا مطیع ہو جاتا ہے (پکّے مسلمان کا) صحیح حدیث ہے۔ حضور فرماتے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ جنّات نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ ہم آپؐ کی امّت کے نیک لوگوں کے گھروں میں جا کر فساد نہیں کریں گے۔ مسلمان ہو اور جنّ سے ڈر جاتے؟ "جی جنّ چڑھ گیا ہے"۔ او مسلمان ہو اور جنّ پر قابو پالے؟ مسلمان پر اللہ کی کوئی مخلوق قابو نہیں پا سکتی۔ مسلمان تو اللہ کا خلیفہ ہے۔ خلیفے پر مزدور قابو پالے؟ مِل منیجر پر مزدور غالب آ جاتے، بھائی یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

تو جب وہ خادمہ بولتی تھی۔ تو اس کی بولی سمجھ نہیں آتی تھی — شاہ اہل اللہ کو بلایا گیا کہ حضرت آپ تشریف لائیں، یہ کیا کہہ رہی ہے؟ مرنے والی ہے یہ کیا کہہ رہی ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ اپنی بولی میں کہتی ہے کہ مجھے کہا جا رہا ہے کہ لَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ۔ او مرنے والی! عبدالعزیز کی غلام ملازمہ! (آقا کا رنگ ملازمہ پر بھی پڑ گیا (پڑنا تو چاہئے، نیک لوگوں کے گھروں میں جو رہتے ہیں وہاں تو رنگ چڑھ جاتا ہے) اللہ تعالےٰ کی طرف سے مجھے کہا جاتا ہے کہ لَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ۔ کہ تُو خوف نہ کر، تُو غم نہ کھا۔ یہ الفاظ مجھے کہے جا رہے ہیں۔ شاہ اہل اللہ اس سے پوچھتے ہیں کہ تُو تو دنیا میں کچھ ایسی رہی، تُو نے کون سا نیکی کا کام کیا تھا کہ آج تجھے یہ بشارت مل رہی ہے؟ (اب موت کا سوال جواب ہے) ہمارے ہاں کبھی ناک میں ٹیوب چڑھا دیتے ہیں، کبھی پاؤں میں ٹیوب چڑھا دیتے ہیں۔ نہ کلمہ، نہ درود، نہ ذِکر نہ کوئی تلاوت۔ یہ کیا مصیبت ہے؟ بھائی مرنا ضرور ہے۔ جب سمجھو کوئی مرنے والا مر رہا ہے تو اس کے پاس قرآن پڑھو، صدقہ دو فی سبیل اللہ، اللہ کے دین کی باتیں کرو، استغفار پڑھو، درود پڑھو چارپائی سے دُور بیٹھ کر۔ اس کی عاقبت کو کیوں برباد کرتے ہو؟ وہ تو مر رہا ہے، وہ بچے گا نہیں تمہاری ٹیوبوں ووبوں سے، وہ تو جانے والا ہے۔ اگر بچنا ہو گا تو بچ جائے گا۔ تم کلمہ پڑھو تاکہ اس کا خاتمہ تو ایمان کے ساتھ ہو۔

تو آپ پوچھتے ہیں "اچھا تو تُو نے کون سا ایسا کام کیا تھا کہ جس کی بدولت تجھے یہ بشارت ملتی ہے؟" وہ کہتی ہے "شاہ صاحب! میں نے اور تو کوئی کام کیا ہے یا نہیں کیا مَیں ایک دن گئی حضرت شاہ صاحب کے گھر کے لئے گھی لانے کے لئے گڑوی میں مَیں گھی جب لائی (ملازمہ تھی گھر کی) دکاندار سے گھی سے گھی جب مَیں نے دوسرے برتن میں ڈالنا چاہا تو مَیں نے دیکھا کہ نیچے روپیہ پڑا ہے۔ اس زمانے کا سکّہ روپیہ۔ چاندی کا روپیہ تھا، نوٹ تو اب بنے ہیں۔ اب مَیں کش مکش میں تھی کہ یہ روپیہ مَیں واپس کر دوں یا میرے پاس رہے؟ (یہ اُس زمانے کی بات ہے جب ایک روپے کی من گندم تھی)، کہتی ہے کہ مَیں سوچنے لگی کہ یہ روپیہ مَیں واپس کر دُوں یا رکھ لوں؟ اس کشمکش

میں مجھے خیال آیا کہ اگر میں نے یہ روپیہ رکھ لیا تو اس سے میرے دنیا کے کچھ کام تو نکل جائیں گے لیکن قیامت کے دن اگر اللہ نے مجھ سے پوچھا کہ جس روپے کی تو مالک نہ تھی وہ روپیہ تو نے کیوں رکھا تو میرے پاس کیا جواب ہوگا؟ اس خیال سے حضرت میں چلی گئی اور وہ روپیہ میں نے بقال کو، دکاندار کو واپس کر دیا۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اب مجھے بتایا جاتا ہے کہ اے عبدالعزیز کی ملازمہ! تو نے جو وہ کام خدا کے خوف سے کیا تھا آج اس کی برکت سے اللہ تجھ پہ یہ جان کندنی اور سکراتِ موت کو آسان کر رہے ہیں۔ اور تو ڈر نہیں، تیری قبر بھی منور ہو گی۔

کہتے ہیں جی قیامت میں کیا ہے؟ کر لو، زور لگا لو۔ دنیا میں کبھی امن قائم نہیں ہو سکتا ہتھیاروں کی دوڑ سے، یہ دنیا کے تمام گورکھ دھندوں سے۔ امن تب قائم ہوگا جب قیامت کا خوف پیدا ہو۔ انسان انسان کو سمجھنے لگے اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو پرتو رحمتِ دو عالم ہے وہ دنیا پر چھا جائے میرے بزرگو! اس وقت دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔ ضرورت ہے کہ دنیا کی ساری اقوام کو تبلیغِ اسلام کی جائے۔ اگر وہ صحیح مسلمان بن جائیں، پہلے ہم خود صحیح مسلمان بنیں۔ ہم اپنے ہاتھ رنگ رہے ہیں خون سے، اپنے بھائیوں کو قتل کرتے ہیں، چوری کرتے ہیں، اور بداعمالیوں کے ہم مرتکب ہیں۔ اس کے بعد پھر جا کر کہیں امن قائم ہو گا — جب تک امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نہ مانا جائے گا دنیا کی کوئی تجویز، دنیا کی کوئی سکیم بھی امن قائم نہیں کر سکتی۔

تو میں اسی ضمن میں عرض کر رہا تھا۔ قرآن مجید نے فرمایا قیامت کا مسئلہ — لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ بِالْقِسْطِ ط تاکہ بدلہ دے اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ کیے بِالْقِسْطِ ۵ بدلہ دے ساتھ انصاف کے،

یعنی اللہ تعالےٰ نیکوں کے ساتھ جو کچھ برتاؤ کرے گا وہ ایسا برتاؤ نہیں کہ بروں کا حق تھا نیکوں کو خدا نے (نعوذ باللہ) دے دیا۔ نیکوں نے دنیا میں اللہ کی اطاعت کی، نیکوں نے دنیا میں اللہ تعالےٰ کے حکموں کو مانا، نیکوں نے دنیا میں اللہ تعالےٰ کے حکموں کی فرمانبرداری کی تو قیامت میں انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کے نیک اعمال کا بدلہ اُن کو دے۔

اور بروں کے لئے؟ وَالَّذِينَ كَفَرُوا۔ اور وہ لوگ جو منکر ہیں قیامت کے، وہ لوگ جو منکر ہیں رب العالمین پر ایمان لانے کے، وہ لوگ جو منکر ہیں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے، لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيمٍ۔ ان کے لئے پینے کا پانی ہوگا جو کھولتا ہوا ہوگا۔ شکل پانی کی ہو گی لیکن اندر سے وہ کھولتا ہوا ہوگا۔ حَمِيمٍ۔ کھولتا ہوا پانی، دوسرے مقام پر فرمایا۔ وَسُقُوا مَآءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَآءَهُمْ۔ (محمد ۱۵) ان کی انتڑیاں کٹ کٹ کر باہر نکل آئیں گی۔ اللہ مجھے بھی آپ کو بھی، سب مسلمانوں کو بچائے۔

فرمایا کہ ان کے لئے شَرَابٌ مِّنْ حَمِيمٍ۔ پینے کا پانی ہوگا جو کھولتا ہوا ہوگا۔ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۵ عذاب کی ایک جزء بیان کر دی، تخصیص کر دی، اب تعمیم بیان فرمائی۔ اس عذاب کا ایک حصہ یہ ہوگا کھولتا ہوا پانی۔ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ۔ اور دردناک عذاب ہوگا۔ اور عذاب بھی ہوگا وہ اور قسم کا ہوگا۔ دردناک عذاب۔ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ۔ ان کی نافرمانی کی وجہ سے۔ دنیا میں انہوں نے کفر کیا۔ میرے نافرمان رہے۔ اُن کے لئے قیامت میں عذابِ الیم ہے۔ اور جن لوگوں نے میری باتوں کو مانا، ان کے لئے فرمایا، میں جزائے خیر دوں گا، یہ میرے عدل کا تقاضا ہے۔ باقی آئندہ۔

بقیہ : مجلسِ ذکر

علیہ وسلم اتنا صاف ستھرا اور پاکیزہ لباس زیب تن فرماتے تھے کہ آپؐ جدھر سے گذر جاتے وہ فضا معطر ہو جاتی، گلی کوچے میں خوشبو آنے لگ جاتی، لوگ اسی سے پہچان جاتے کہ حضورؐ ادھر سے تشریف لے گئے ہیں ؎

کہے دیتی ہے شوخی نقشِ پا کی
ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے

حضورِ اکرمؐ کا ارشادِ گرامی

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کسی کے گھر کے آگے نہر بہہ رہی ہو اور وہ پانچوں وقت نہاتا دھوتا ہے تو کیا اس پر میل کچیل کا اثر رہ سکتا ہے؟ صحابہؓ نے کہا "نہیں"۔ آپؐ نے فرمایا، یہ نماز پانچوں وقت کی تمہارے لئے ایک قسم کی نہر ہے۔ کیونکہ وضو اور پاک لباس نماز کے لئے شرط ہے جب انسان یہ شرط پوری کرے گا تبھی جاکر کے وہ نماز پڑھ سکے گا۔ تو پانچوں وقت جو وضو کرے گا اور اپنے لباس کو پاک رکھے گا، اس کے جسم پر میل کچیل کیسے باقی رہ سکتی ہے؟ اس لئے جمعہ کے دن جمعہ کی نماز کے لئے غسل کرنا، عیدین کے لئے غسل کرنا، اچھے کپڑے پہننا، سُرمہ لگانا، تیل لگانا، خوشبو لگانا ان رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنتوں کو دین کا درجہ دے دیا گیا ہے، دین بنا دیا گیا ہے۔

طہارت اور پاکیزگی ایمان کا جزو ہے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر پیاری بات فرماتے ہیں۔ اَلنَّظَافَۃُ مِنَ الْاِیْمَانِ صفائی اور نظافت، پاکیزگی اور ستھرائی ایمان کی جزء ہے اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ۔ طہارت و پاکیزگی ایمان کا جزء ہے۔ انسان گندہ ہو، ناپاک ہو، نہایا دھویا نہ ہو، کپڑے میلے کچیلے ہوں تو کس طرح طبیعت کو اپنے آپ سے نفرت اور گھن آتی ہے اور جیسے ہی جسم اور لباس کو پاک صاف کر کے پہنیں تو طبیعت کو کتنا انشراح اور کس قدر طمانیتِ قلبی نصیب ہوتی ہے۔ در اصل یہی چیز شریعت میں پیشِ نظر ہے کہ ظاہر کا باطن پر اور باطن کی صفائی ستھرائی کا ظاہر پر کس قدر اثر پڑتا ہے۔ اس کے بعد جو اللہ اللہ کریں گے تو انشاء اللہ ظاہر پاک صاف ہو گا۔ ظاہر پر پاکیزگی کا خیال کریں گے تو باطن صاف ہو گا۔

حضرتؒ باوضو رہا کرتے تھے!

حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ عرصۂ دراز تک میں نے اس عمل کو جاری رکھا کہ کبھی بے وضو نہیں رہا۔ سوتے باوضو، اُٹھتے ہی تیمم کر لیتے اور حوائج ضروریہ سے فارغ ہوتے ہی فوراً وضو فرما لیتے، جیسے ہی وضو ٹوٹتا، پھر وضو کر لیتے۔ اسی بناء پر اسلام دشمن مستشرقین یورپ نے بھی اسلام کی طہارت و پاکیزگی صفائی اور ستھرائی کی بڑی تعریف و توصیف کی ہے کہ اسلام کتنا پاکیزہ مذہب ہے۔

جُہلاء کی بدکلامی

لیکن افسوس تو اس بات کا ہے کہ پنجابی مسلمان کا تکیہ کلام ہی گالی گلوچ بن گیا ہے اور وہ بات بھی گالی سے شروع کرتا ہے، کبھی پیار محبت سے کسی کو بلائیں گے تو اپنے بچے سے کہیں گے "ایدھر آ اوئے حرامزادیا" (او حرام زادے ادھر آؤ) کیا پیار ہے یہ؟ کتنی بدقسمتی کی بات ہے، اپنی اولاد پر کتنا بڑا اتہام لگا رہے ہیں۔ اور خیر سے یہ لاڈ پیار ہو رہا ہے۔

گالی پر لڈو بانٹے جاتے ہیں۔

جس زمانے میں میں اچھرے میں جمعہ پڑھایا کرتا تھا۔ وہاں میں نے خطبہ کے دوران کہا کہ یہیں سے پنجابی مسلمانوں کے اخلاق و عادات کا اندازہ لگائیے کہ گالی سے ان کی بات شروع ہوتی ہے اور گالی پر ہی ختم ہوتی ہے۔ جب نماز جمعہ سے فارغ ہوئے تو ایک شخص ہنس کر کہنے لگا کہ "تین چار روز ہوتے، فلاں شخص پرسوں لڈو بانٹتا پھرتا تھا۔ اس نے مجھے بھی لڈو دئے تو میں نے اس سے پوچھا "کس بات کے لڈو بانٹتے ہو؟" تو ہنس کے کہنے لگا کہ "یہ منا (جو گود میں اٹھایا ہوا تھا) اس نے آج پہلی دفعہ گالی دی ہے تو ماں نے لڈو بانٹے ہیں"۔ وہ کہنے لگا۔ "یہ بالکل سچا واقعہ ہے"۔ میں اتنا حیران ہوا کہ اگر کوئی اللہ کا نام لیا ہوتا، کوئی نیک کام کیا ہوتا تو اس پر تو بانٹتے لڈو، جب ظاہر ہے کہ لڈو بٹتے ہیں برائی پر اور گندگی ناپاکی اور گالی پر۔ تو ؎

خشتِ اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

یہی وجہ ہے کہ ہمارا تکیہ کلام گالی بنا ہوا ہے۔ گلی گلی کوچے کوچے گالی۔

میرا ایک ذاتی واقعہ

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے نو برس کی عمر میں دیوبند بھیج دیا محض اس لئے کہ یہاں فضا ناپاک ہے، بچے گالیاں بکتے ہیں۔ بات سے بات نکلی جا رہی ہے۔ ایک واقعہ یاد آ گیا۔ مصری شاہ میں حضرتؒ جب مسجد بنوا رہے تھے وہاں ایک بچارے دیہاتی کو مسجد کی خدمت کے لئے رکھا ہوا تھا۔ وہ نماز بھی پڑھا دیتا تھا۔ وہ اللہ کا بندہ جب رمضان ختم ہونے والا تھا تو لوگوں سے جاکر کہنے لگا۔ مولانا صاحب کہتے ہیں کہ پیسے دو ختم کے لئے، ہم نے مٹھائی بنانی ہے۔ حالانکہ ہم نے تو اس طرح کے مانگنے تانگنے کو بالکل ممنوع قرار دے رکھا ہے۔ وہاں لوگوں نے پیسے دینے شروع کر دئے۔ میں نے کہا "کس بات کے؟ کہنے لگے۔ "آپ نے جو ختم رمضان کے لئے منگوائے ہیں"۔ میں نے کہا "میرے تو فرشتوں کو بھی پتہ نہیں"۔ اُن مولوی صاحب کو بلایا تو کہنے لگے۔ میں نے یہ کوئی بُرا کام کیا ہے؟ میں نے نیک کام کے لئے ان کو کہا۔ میں نے ان سے کہا "بڑے میاں! آپ نے بڑی غلطی کی، آپ اتنے عمر رسیدہ اور سفید ریش ہو کر کے غلط بیانی کرتے ہیں کہ میں نے۔ کب آپ سے پیسے مانگنے کو کہا ہے"۔ یہ اس کو ناگوار گزرا کہ لوگوں کے سامنے میری توہین کر دی۔

فوراً حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس میری شکایت لے کے آیا اور کہنے لگا کہ "جی اس نے مجھے بڑی گالیاں دی ہیں" حضرتؒ نے مجھے فوراً بلایا۔ وہ حیران ہو گئے اور ان کی طبیعت پر بہت سخت اثر تھا۔ کہنے لگے۔ میں نے کبھی گالی نہیں دی، میری بیوی نے کبھی گالی نہیں دی۔ میں نے نو برس میں اس کو دیوبند بھیج دیا تو اب تک یہ گالیاں بکتا ہے؟" مجھ سے پوچھنے لگے "اس کو تم نے کیا گالیاں دی ہیں؟" میں نے کہا "خود ان ہی سے پوچھئے۔" تو اب وہ فوراً بدل گئے۔ کہنے لگے "جی مینوں بھیڑا چنگا آکھیا اے۔" اوہ کہن لگے منے نے بلنوں دسدا پیا سیں کہ مینوں لوکاں دے سامنے گالیاں کڈھیاں سو"۔۔۔۔ حضرتؒ فرمانے لگے کہ میں تو حیران ہو گیا کہ ساری زندگی اسی لئے یہاں نہ رکھا اور ابھی یہ گالیاں دیتا ہے۔۔۔؟ کہنے لگے "ہمارے گھر میں کسی نے کبھی گالی نہیں دی، میں نے کبھی گالی نہیں دی، میری بیوی نے کبھی گالی نہیں دی تو اس کو گالی کہاں سے آئی؟"۔۔۔۔ اندازہ لگائیے! اگر ماں باپ گالی باز ہوں گے تو بچے کیسے بچ جائیں گے؟

مونچھیں نہ بڑھاؤ

بہر حال خلاصہ یہی ہے کہ ظاہر کی صفائی اور باطن کی صفائی کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ جسم گندا ہو، ناپاک ہو تو پاس بیٹھنے والے کو گھن آتی ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو دیکھا کہ اس کی مونچھیں بے تحاشا بڑھی ہوئی ہیں۔ آپؐ نے مسواک نیچے رکھ کر چاقو سے اس کی مونچھیں تراش دیں۔ فرمایا کہ جب تم پانی پیتے تھے تو سب سے پہلے تو یہ آلودہ ہوتی تھیں۔

ایک شخص نے مسجد نبویؐ میں تھوکا۔۔۔ دیہاتی تھا بچارا۔۔۔ تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے کچھ نہیں کہا۔ اپنی دستار مبارک میں سے (غالباً) کپڑا پھاڑ کے اُسے صاف کیا۔ گھر سے عطر منگوا کے وہاں لگایا۔ یہ ہے تربیتِ عملی۔۔۔ حکمتِ عملی سے آپؐ نے تربیت فرمائی۔ اور اب تک ایسا پاک صاف بنا دیا کہ اب تک عربوں میں ہزار کمزوریاں آگئیں لیکن جسم کی، لباس کی، جگہ کی صفائی عربوں کی ضرب المثل ہے۔۔۔ عورتیں وہاں عموماً کھانا پکانا نہیں جانتیں، کپڑے دھونا جانتی ہیں۔ جو کپڑے دھونا جانتی ہو وہی وہاں سب سے بڑا کامیاب گھرانہ ہے اور وہی کامیاب خاتون سمجھی جاتی ہے۔ جس گھر میں بھی جاتے ہیں حیران ہوتے ہیں، کس قدر صفائی ہے۔ چھوٹا سا گھر، لیکن گندگی کا کہیں نام نہیں۔ خدا آپ سب کو حج نصیب فرمائے۔ تو آپ دیکھیں گے کہ مکے کے عرب کس قدر لباس صاف رکھتے ہیں، کس قدر جگہ صاف رکھتے ہیں، اگر ظاہر صاف ہے تو لامحالہ باطن پر اثر پڑتا ہے۔ ایسے ہی باطن صاف ہے تو ظاہر پر اثر پڑتا ہے، معاملات صاف ہیں تو خدا کے ساتھ بھی معاملہ درست رکھنے کو جی چاہتا ہے۔۔۔ خدا کے ساتھ معاملہ درست ہوگا تو لوگوں کے ساتھ معاملہ بگاڑنے کے لئے کوئی بھی تیار نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ان چیزوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

صوبائی جمعیتہ علماء اسلام مغربی پاکستان کی مجلس عمومی کا اجلاس

اگرچہ وقت تنگ ہے مگر شدت ضرورت کی وجہ سے حضرت امیر محترم حضرت مولانا محمد عبید اللہ صاحب مدظلہ کے حکم سے اعلان کیا جاتا ہے کہ ۱۷ر شعبان ۱۳۸۸ھ مطابق ۹ر نومبر ۱۹۶۸ء بروز ہفتہ ملتان دفتر جمعیتہ علماء اسلام مرکزی میں صوبائی جمعیتہ کی مجلس عمومی کا اجلاس ہوگا مہربانی کرکے ہر ہر ڈویژن کے صوبائی نمائندگان اس میں شرکت فرمائیں۔ اجلاس نماز ظہر کے بعد سے رات تک رہے گا اور ضرورت رہی تو دوسرے دن دس نومبر ۱۱ بجے دوپہر تک جاری رہ سکے گا۔

ایجنڈا حسب ذیل ہے

۱۔ مستقل امیر جمعیتہ صوبائی کا حسب دستور انتخاب
۲۔ موجودہ پابندیوں سے پیدا شدہ صورت حال پر غور
۳۔ کشمیر و فلسطین کی آزادی کے لئے عملی تجویز
۴۔ باقی امور باجازت صدر

(غلام غوث ناظم عمومی صوبائی جمعیتہ)

● مجلس ذکر قصور میں، ۱۷ر شعبان ۱۳۸۸ھ بروز جمعہ بعد نماز مغرب جامع مسجد مولانا سید مبارک علی شاہ صاحب کوٹ مرادخاں میں منعقد ہو رہی ہے جس میں حضرت مولانا جمیل احمد صاحب میواتی خلیفہ مجاز حضرت رائپوریؒ مجلس ذکر کرائیں گے اور ۲۳ر ۲۴ر شعبان کو مدرسہ کا سالانہ جلسہ بھی منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں ملک کے مشہور مشائخ عظام اور علمائے کرام تشریف لا رہے ہیں۔

حبیب اللہ قادری قصوری مدرسہ جامعہ قاسمیہ کوٹ مراد خاں قصور

● دارالعلوم مجددیہ ایک اعلیٰ معیاری دینی درسگاہ ہے جس کا سنگ بنیاد فخر العلماء امام السالکین جناب حضرت سجادہ نشین صاحب خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے دست مبارک نے نصب فرمایا ہے۔ جملہ مخیر حضرات سے پر زور اپیل کیجاتی ہے کہ دارالعلوم کی تعمیر میں امداد فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

ناظم دارالعلوم مجددیہ تجوید القرآن رجسٹرڈ مانکی تحصیل صوابی مردان

قاری ایوب علی نعمانی بھریارروڈ کو صدمہ

محترم قاری ایوب علی صاحب نعمانی بھریارروڈ ضلع نواب شاہ ابھی تھوڑے دن ہوئے ان کے والد محترم انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

قارئین خدام الدین سے درخواست ہے کہ مرحوم کے لئے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت فرمائیں

ادارہ خدام الدین قاری صاحب کے غم میں برابر کا شریک ہے اور دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین! (ادارہ)

جلسے

● مورخہ ٦ر نومبر ١٩٦٨ء بمطابق ١٤ر شعبان المعظم بروز بدھ بعد از نماز عشاء مرکزی جامع مسجد حنفیہ محلہ کرشنا نگر گلی نمبر ١ گوجرانوالہ میں ایک عظیم الشان جلسہ بسلسلہ شب برات منعقد ہو رہا ہے جس میں ایڈیٹر خدام الدین لاہور خطاب فرمائیں گے۔

حافظ محمد صدیق خطیب مسجد کرشنا نگر گلی گوجرانوالہ

● مدرسہ اشرفیہ سکھر سندھ کی ایک خالص علمی درسگاہ ہے جو چودہ سال سے دین قیم کی ٹھوس خدمات انجام دے رہی ہے اس مدرسہ سے اب تک پونے دو سو کے قریب حافظ اور پچاس کے قریب علماء فارغ ہو چکے ہیں ایک ہزار کے قریب غیر مسلموں کو حلقہ بگوش اسلام کیا گیا ہے دو لاکھ سے زائد تبلیغی و اصلاحی رسائل ملک بھر میں مفت تقسیم کئے گئے ہیں۔

اس درسگاہ درس نظامیہ اور حفظ و قرأت کی مکمل تعلیم ہوتی ہے۔ حسب روایات سابقہ اس سال مدرسہ کا سالانہ تبلیغی جلسہ انشاء اللہ بتاریخ ٧، ٨، ٩ر نومبر ١٩٦٨ء کو ہو رہا ہے جس میں حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری۔ حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی حضرت مولانا ادریس احمد کاندھلوی۔ حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی۔ حضرت مولانا محمد مالک صاحب کاندھلوی حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور اور دیگر علماء کی شرکت متوقع ہے قرب و جوار کے مسلمانوں سے شرکت کی درخواست ہے۔

محمد احمد تھانوی مہتمم مدرسہ اشرفیہ سکھر

● مدرسہ حسینیہ حنفیہ سلانوالی کا اکیسواں سالانہ جلسہ زیر سرپرستی شیخ المشائخ حضرت مولانا پیر خورشید احمد صاحب مدظلہ خلیفہ حضرت شیخ الاسلام حضرت عبدالحکیم مدنیؒ بتاریخ ١٧، ١٨، ١٩ر شعبان ١٣٨٨ھ مطابق ٩، ١٠، ١١ر نومبر ١٩٦٨ء بروز ہفتہ اتوار پیر چوک مدنی جامع مسجد سلانوالی میں منعقد ہوگا جس میں ملک کے بڑے بڑے علمائے کرام شرکت فرما رہے ہیں۔

منجانب حافظ محمد ادریس بانی مدرسہ حسینیہ حنفیہ سلانوالی (سرگودھا)

علامہ خالد محمود صاحب بدستور برمنگھم یونیورسٹی میں ریسرچ بھی کر رہے ہیں

اور جامع مسجد برمنگھم کی خطابت اور تبلیغ کے فرائض بھی حسب سابق ادا کر رہے ہیں

بخدمت مدیر محترم ہفت روزہ خدام الدین لاہور

السلام علیکم۔ نوائے وقت کے ٢٠ر اکتوبر کے شمارے میں مکتوب انگلینڈ کے تحت یہ غلط خبر ہزاروں مسلمانوں کے دکھ اور افسوس کا موجب ہوئی کہ علامہ خالد محمود کو امامت کے منصب سے برطرف کر دیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ خبر غلط ہے اور میں بحیثیت جمعیت المسلمین برمنگھم اس خبر کی پر زور تردید کرتا ہوں علامہ خالد محمود صاحب برمنگھم یونیورسٹی میں پارٹ ٹائم پوسٹ گریجوایٹ ریسرچ کر رہے ہیں اس کے ساتھ ساتھ یہاں کے بعض انگلش سکولوں میں بھی وہ ہفتہ وار کلاسیں لیتے ہیں جمعیت المسلمین کے مسلم سکول میں وہ روزانہ بچوں کو اسلامی تعلیم دیتے ہیں جمعہ کی خطابت کے علاوہ یہاں اتوار کو بھی مسلمانوں کا ایک بڑا اجتماع ہوتا ہے جس میں برمنگھم کے علاوہ اطراف و جوانب سے بھی کئی لوگ علامہ صاحب کی تقریر سننے کے لئے آتے ہیں انگریزوں کے اجتماعات میں کئی دفعہ علامہ صاحب کو خطاب کرنے کا موقع ملتا ہے اپنی دینی خدمات کے عوض جمعیت ان کی خدمت کرتی ہے یہ بات صحیح نہیں کہ صرف امامت ان کا ذریعہ معاش ہے جمعیت کی طرف ان کا عہدہ منسٹر آف ریلیجن آفیئرز ہے ان کی علمی شخصیت سے نہ صرف برمنگھم بلکہ پورے انگلینڈ کو فائدہ پہنچ رہا ہے آپ کی تقریریں لندن سے لے کر گلاسگو تک تقریباً ہر بڑے شہر میں ہوتی رہتی ہیں۔

علامہ صاحب کے خلاف یہاں وہی لوگ پروپیگنڈا کر رہے ہیں اور پاکستان میں بھی اس قسم کے غیر ذمہ دارانہ خطوط بھجوا رہے ہیں جو علامہ صاحب کی معتدل اعتقادی روش کے باعث اپنی سرد بازاری کا شکار رہیں علامہ صاحب جب سے یہاں آئے ہیں انہوں نے کسی فرقے کو اکھاڑہ قائم کرنے کی گنجائش نہیں دی یہاں کا غیر ملکی ماحول بھی اس بات کا متقاضی ہے کہ دین کی خدمت کرنے والے فرقوں اور پارٹیوں کے نام پر یہاں کام نہ کریں علامہ صاحب کے آنے سے اس قسم کے فرقہ پرستوں کے سب بازار ٹھنڈے پڑ چکے ہیں اور اب وہ جمعیت المسلمین کے سابق ان پڑھ صدر کو جو اس سال صدر نہیں بن سکے اور تحریری طور پر وہ موجودہ صدر (راقم الحروف) کے حق میں دستبردار بھی ہو گئے ہوئے ہیں بطور تفنن صدر صدر کہہ کر یہاں کی دینی فضا کر رہے ہیں۔

علامہ صاحب کا ہمارے اختلافات میں کوئی دخل نہیں انہوں نے ہمیشہ ہمیں جوڑنے اور ملانے کی کوشش کی ہے۔ نوائے وقت کے مکتوب نگار کی یہ رپورٹ کہ علامہ صاحب ہم میں اختلاف پیدا کر رہے ہیں سراسر غلط ہے ہم برمنگھم کے مسلمان اتنے بے وقوف نہیں کہ کسی کے کہنے پر یونہی لڑنے لگیں ہمارے مخالفین اگر یہ غلطی کر رہے ہوں تو میں انہیں بھی یہی مشورہ دوں گا کہ وہ اپنی سمجھ سے کام لیں اور کسی شخص کے اکسانے پر ہم سے نہ الجھیں۔ مجھے اس امر کا بہت افسوس ہے کہ علامہ خالد محمود جیسی علمی اور دینی شخصیت کا اس انداز میں ذکر جیسا کہ مذکور مکتوب نگار نے کیا پاکستان کے کروڑوں مسلمانوں پر کیا گراں گزرا ہوگا پاکستان کے تقریباً تمام علمی اور دینی حلقے علامہ صاحب سے بخوبی متعارف ہیں اور پاکستان سے اس سلسلے میں متعدد خطوط بھی ہمیں موصول ہو رہے ہیں۔ خدام الدین لاہور پاکستان کا ایک بلند پایہ کثیر الاشاعت اور ثقہ پرچہ ہے اس لئے میں بطور صدر جمعیت المسلمین برمنگھم علامہ صاحب کی خدمات کا پورا اعتراف کرتے ہوئے مکتوب نگار موصوف کی غلط رپورٹ سے دکھے ہوئے دلوں کو بذریعہ خدام الدین پورے وثوق و اطمینان سے علامہ صاحب کی خیر و عافیت کا یقین دلاتا ہوں۔ خدا کا کام کرنے والوں کو اس قسم کے غلط لوگوں سے واسطہ پڑتا ہی رہتا ہے جس کا جواب پریشانی نہیں حق تعالیٰ سے ثابت قدمی اور استقامت کی استدعا ہے۔

آنجناب سے درخواست ہے کہ اس بیان کو خدام الدین کی اولین اشاعت میں جگہ دے کر ہماری پوری جمعیت کو شکر گزاری کا موقعہ دیں۔ دستخط :- قاسم خان صدر جمعیت المسلمین برمنگھم

چوتھا سالانہ درس

ہر ماہ کے آخری اتوار کو جو درس حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب الحاج خوشی محمد صاحب کے بنگلہ ١٥ جامن روڈ واہ کینٹ میں دیتے ہیں اس کا سالانہ درس انشاء اللہ ١٧ر نومبر بروز اتوار ٩ بجے صبح ہوگا۔ جس میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک حضرت مولانا بشیر احمد صاحب پسروری خلیفہ مجاز شیخ التفسیر حضرت لاہوریؒ و دیگر بزرگان دین بھی شرکت فرمائیں گے۔ سالانہ درس کا چوتھا حصہ بھی چھپ کر تیار ہو گیا ہے جو درسگاہ سے مل سکے گا مزید معلومات کے لئے ١٩/١ واہ کینٹ سے رجوع فرمائیں۔ (چوہدری غلام قادر)

مدرسہ تعلیم الفرقان (رجسٹرڈ) مری حسن راولپنڈی قائم شدہ ١٩٥٢ء کی تعلیمی اور تبلیغی سرگرمیاں اظہر من الشمس ہیں بڑے بڑے اکابر علماء حضرات کئی دفعہ مدرسہ میں تشریف لا کر اپنی رائے گرامی تحریر فرما چکے ہیں جو سالانہ روئیداد میں شائع کر دی جاتی ہیں اس موقع چودھویں سالانہ روئیداد شائع ہوئی ہے۔ یہ ادارہ رجسٹرڈ ہے اس میں دی جانے والی رقوم انکم ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دی جا چکی ہیں۔ ابھی تک مدرسہ کا اپنا مکان نہیں کرایہ پر عمارت لے کر کام چلا رہے ہیں مقامی طلباء کے ساتھ ساتھ بیرونی نادار اور غریب الوطن اور یتیم طلباء بھی زیر تعلیم ہیں۔ لہذا اپنی زکوٰۃ۔ خیرات۔ اور صدقات کی ادائیگی کے وقت اس مدرسہ کی بھی ضرور امداد فرما کر ثواب دارین حاصل کریں

پتہ:۔ قاری محمد دین مہتمم تعلیم الفرقان مری حسن راولپنڈی

● مولانا محمد ناصر الدین مہتمم مدرسہ ناصر الاسلام کالونی ریاض آباد ضلع ملتان نے اہل دل مسلمانوں سے خصوصی اپیل کی ہے کہ مدرسہ کی مالی امداد فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ واضح رہے مدرسہ ہذا مسلک اہل سنت والجماعت پر کار بند رہ کر علاقائی مسلمانوں کی دینی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ جس میں تین مستقل عالم و قاری تعینات ہیں۔ مدرسہ کی عمارت اور جامع مسجد کی تعمیر شروع ہے مگر مدرسہ کی کوئی وقف یا مستقل آمدنی نہیں۔ اہل دل اور مخیر حضرات صدقات، زکوٰۃ، عشر، عطیات وغیرہ سے مالی امداد کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔

بقیہ : احادیث الرسول ؐ

کرتی تھیں تو پیغمبر اپنی امت کے باقی ماندہ نیکوکار افراد کو لے کر مکہ شریف میں آ جایا کرتے تھے ، اور باقی زندگی وہاں رہ کر اللہ کی عبادت میں خرچ کرتے تھے اور رکن یمانی اور مقام ابراہیم اور میزاب رحمت کے نیچے ستر انبیاء کرام کے مزارات ہیں۔
(صفحہ ۱۳۹ ج ۱)

بقیہ - نورالدین زنگی

بہی خواہوں نے مشورہ دیا کہ فتح مند دشمن کے اس قدر قریب پڑاؤ ڈالنا غیر مناسب ہے - نورالدین کا جواب مومنانہ عزیمت کا آئینہ دار تھا اس نے کہا۔

"اگر میرے ساتھ صرف ایک ہزار سوار رہ جائیں تب بھی مجھے دشمن کی کوئی پرواہ نہیں - خدا کی قسم میں اپنی اور اسلام کی طرف سے انتقام نہ لے لوں گا چھت کے نیچے نہ آؤں گا"

ایمان و یقین کی ایک اور مثال یہ ہے کہ قلعہ بانیاس کے محاصرے میں اس کے بھائی نصرت الدین کی ایک آنکھ جاتی رہی - نورالدین نے دیکھا تو بھائی سے کہا "اگر تم کو وہ اجر و ثواب نظر آ جائے جو اللہ تعالٰے نے تمہارے لئے رکھا ہے تو تم یہ تمنا کرنے لگو کہ دوسری آنکھ بھی راہِ خدا میں کام آ جائے"

اطلاع

۹ ر ۱۰ ر نومبر ۶۸ء (ہفتہ - اتوار) کو جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور کا جلسہ دستار بندی ہونا قرار پایا ہے - جس میں حضرت مولانا عبداللہ صاحب درخواستی (انشاء اللہ) حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب رائیپوری - حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور حضرت مولانا دوست محمد صاحب قریشی حضرت مولانا عبدالشکور صاحب دین پوری اور دیگر بہت سے مشائخ عظام اور علماء کرام شرکت فرمائیں گے - تقریبًا دستار بندی اتوار کے روز صبح نو بجے ہوگی -

جو حضرات جامعہ سے فراغت حاصل کر چکے ہیں - وہ سب مذکورہ تاریخوں پر اپنی دستار بندی کرانے کے لئے جامعہ میں آ جائیں -

حامد میاں غفرلہ خادم جامعہ مدنیہ

مدرسہ تجوید القرآن (رجسٹرڈ) نے قلیل عرصہ میں قابل رشک ترقی کی ہے تجوید کی واحد درسگاہ ہونے کی وجہ سے طلباء کی تعداد زیادہ ہوتی جا رہی ہے - اور طلباء کے اخراجات مدرسہ کے ذمے ہوتے ہیں - اس لئے مخیر حضرات سے اپیل ہے کہ صدقات وغیرہ کی رقوم سے اس مدرسہ کی اعانت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں -

جملہ خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ
قاری حضرت گل عفی عنہ مہتمم مدرسہ تجوید القرآن (رجسٹرڈ)
مسجد حق نواز خان بنوں شہر

قاری حضرت گل صاحب مہتمم مدرسہ تجوید القرآن بنوں کی والدہ محترمہ بیمار ہیں قارئین سے استدعا ہے کہ ان کے لئے دعائے صحت فرمائیں۔

بچوں کا صفحہ

حضرت نوح علیہ السلام

ابو ریاض محمد امین صاحب

حضرت نوحؑ کا ذکر قرآن میں آٹھ جگہ پر کافی تشریح کے ساتھ آیا ہے اور پہلے آپ کو سورہ نوح علیہ اور سورہ ہود سے پہلے پڑھا چکے ہیں آج ان کا حال پارہ اٹھارہ ۔ آٹھ اور انیس سے پڑھاتے پڑھئے اور ایمان تازہ کیجئے ۔ قرآنی قصائص نہایت دلچسپ اور سبق آموز ہیں ۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ۔

۱۔ کہ ہم نے حضرت نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف نبی بنا کر بھیجا اور انہوں نے اپنی قوم کو ہدایت کی کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو کیونکہ اس کے سوا تمہارا اور کوئی معبود نہیں پس کیا تم اس کیساتھ اوروں کو شریک ٹھہرانے سے ڈرتے نہیں ؟ اس پر ان کی قوم کے کافر سرغنوں نے کہا کہ نوحؑ بھی ایک انسان ہی ہے جو فوقیت حاصل کرنا چاہتا ہے اور اگر اللہ کو ہماری طرف رسول ہی بھیجنا تھا تو فرشتوں کو بھی بھیج سکتا تھا کسی انسان کا رسول ہونا تو ہم نے اپنے باپ دادا سے بھی نہیں سنا اور پھر نوحؑ تو ایک مجنون سا آدمی ہے ۔ نبی کیسے ہو سکتا ہے پس چند روز انتظار کرو شاید اسے جنون سے افاقہ ہو جائے یا خود مر جائے اور قصہ ہی تمام ہو جائے ۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ساڑھے نو سو سال وعظ و نصیحت کی پھر ان کے انکار حق سے تنگ آ کر بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ اے میرے پروردگار میری مدد فرما کیونکہ یہ مجھے متواتر جھٹلاتے رہے ہیں پس اللہ نے حضرت نوحؑ کی دعا قبول فرما کر بذریعہ وحی حضرت نوحؑ کو حکم دیا کہ ہماری نگرانی میں ہمارے حکم کے مطابق ایک کشتی تیار کرو ۔ جب عذاب الٰہی کا مقررّہ وقت آ جائے گا اور تنور سے پانی ابلنے لگے گا تو اس کشتی میں ہر قسم کے جانوروں کا جوڑا (نر و مادہ) اور اپنے گھر والوں کو سوائے اپنے بیٹے اور بیوی کے جن کی تباہی ازل سے مقدّر ہو چکی ہے سوار کر لینا اور ظالموں کے متعلق ہمارے دربار میں کوئی سفارش نہ کرنا ۔ وہ اب غرق ہی ہو کر رہیں گے ۔ پس جب تم اور تمہارے بچّے اور ہمراہی مسلمان اس کشتی میں اچھی طرح اطمینان سے سوار ہو جائیں تو اللہ کا یوں شکر ادا کرنا کہ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے ہمیں ظالم مشرکین سے نجات بخشی ۔ اور دعا کرنا کہ اے میرے پروردگار مجھے طوفان کے ختم ہونے تک کشتی سے خیر و برکت کے ساتھ اتارنا ۔ تو ہی سب سے بہتر اتارنے والا ہے ۔ طوفان نوحؑ میں میں قدرت الٰہی کی نشانیاں ہیں ۔ اور اس سے حضرت نوحؑ کی قوم کے لوگوں کا امتحان لینا بھی مقصود تھا ۔ کہ ایسے ہولناک عذاب سے کوئی عبرت بھی حاصل کرتا ہے یا نہیں ۔ پھر قوم نوحؑ کی بربادی اور تباہی کے بعد ہم نے ایک اور قوم عاد کو پیدا کیا ۔ پھر ان کی طرف انہیں میں سے ایک رسول یعنی حضرت ہودؑ کو بھیج کر یہ ہدایت کی کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو جس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں پس ہم جو اوروں کو اس کا شریک ٹھہراتے ہو ۔ کیا خدا کی پکڑ سے ڈرتے نہیں ؟ یعنی خدا کے ساتھ شریک بنانے سے کیوں نہیں ڈرتے ۔ (پارہ اٹھارہ سورہ مومنون (آیت نمبر ۲۳ سے ۳۲ آیت تک)

(۲) بے شک ہم نے حضرت نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف ہدایت کے لئے بھیجا حضرت نوحؑ نے ان لوگوں سے کہا کہ تم صرف اللہ ہی کی عبادت کرو ۔ اس کے سوا تمہارا کوئی اور معبود نہیں ہے ۔ ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ قیامت کے دن تم پر سخت عذاب ہو گا ۔ مگر قوم کے رؤسا نے الٹا حضرت نوحؑ کو ہی صریح گمراہ بتایا حضرت نوحؑ نے کہا کہ میں کوئی گمراہ نہیں ہوں میں تو اللہ کا رسول ہوں اور تمہیں اللہ کا پیغام سنا کر حق کی نصیحت کرتا ہوں مجھے تمہاری بہتری اور فلاح مطلوب ہے اور مجھے اللہ نے وہ باتیں بتائی ہیں ۔ جو تمہیں معلوم نہیں کیا تمہیں اس بات کا تعجب ہے کہ تمہاری طرح کے ایک انسان پر اللہ کی طرف سے ہدایت اور نصیحت نازل ہوئی ہے تا کہ وہ تمہیں اللہ کے عذاب سے ڈرائے اور تم شرک وغیرہ سے بچ جاؤ اور اس کی رحمت کے مستحق ہو جاؤ لیکن قوم نے حضرت نوحؑ کو جھوٹا کہا پھر ہم نے اسے اور اس کے ہمراہی ایمانداروں کو جو اس کے ساتھ کشتی پر سوار تھے ۔ طوفان سے بچا لیا ۔ اور باقی ان سب کو جنہوں نے ہماری آیتوں کو جو حضرت نوحؑ پر اتری تھیں ۔ جھٹلایا تھا غرق کر دیا اور وہ واقعی حق سے اندھے اور بے بہرہ تھے ۔ (پارہ آٹھ سورۃ اعراف آیت نمبر ۵۹)

۳ ۔ تیسری جگہ پارہ ۱۹ سورۃ شعرا میں یوں فرمایا ہے کہ حضرت نوحؑ کی قوم نے بھی ان کی تکذیب کی اور اس طرح گویا تمام رسولوں کی تکذیب کی ۔ جب حضرت نوحؑ نے جو اس قوم کے نسبی بھائی تھے ان سے کہا کیا تم غضب الٰہی سے نہیں ڈرتے ؟ خواہ مخواہ میری تکذیب کر رہے ہو یاد رکھو اور یقین جانو کہ میں اللہ کی طرف سے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اور پیغام حق سنانے میں پورا امانت دار ہوں پس تم کو اللہ سے ڈرنا اور میرا حکم مان لینا چاہیئے اور میں تم سے اس تبلیغ پر کوئی صلہ بھی نہیں مانگتا ۔ میرا صلہ

۱۴/نومبر ۱۹۶۸ء

۲۰

ٹیلیفون ۶۷۵۲۵

چیف ایڈیٹر
عبیداللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمۂ تعلیم
(۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۲۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۸۱ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD۹-۲۰۶۷۶/۳۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G/۲۰۳۰-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۶ء

بدل اشتراک ہفت روزہ خدام الدین لاہور

پاکستان اور انڈیا میں سالانہ چندہ	۱۱—۰۰
〃 〃 ششماہی	۶—۰۰
〃 〃 سہ ماہی	۳—۰۰
سعودی عرب بذریعہ ہوائی جہاز سالانہ چندہ	۴۲—۰۰
〃 بحری ڈاک 〃	۱۱—۰۰
〃 ہوائی ڈاک ششماہی	۲۱—۰۰
〃 بحری 〃	۶—۰۰
انگلینڈ بذریعہ ہوائی ڈاک سالانہ	۴۳—۰۰
〃 بحری	۱۸—۰۰

انڈیا کے خریدار اپنا چندہ منیجر ماہنامہ "الفرقان" کچہری روڈ لکھنؤ ارسال کر کے ڈاکخانہ کی رسید ہمیں ارسال کر دیں۔
(سرکولیشن منیجر)

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبیداللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا